ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 20/اپریل 2012ء | 27/جمادی الاوّل 1433 ہجری قمری ❁ 20/شہادت 1391 ہجری شمسی | شمارہ 16

فرشتوں کی دعائیں حاصل کرنے کا ذریعہ

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
جو مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے تو جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لئے درود پڑھتے رہتے ہیں۔اب وہ شخص چاہے تو اس میں کمی کرے یا چاہے تو اس میں اضافہ کرے۔

(سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة باب الصلوة على النبى حديث نمبر897)

فیلتھم (یوکے) میں مسجد بیت الواحد کے افتتاح کی نہایت بابرکت تقریب

”Muslim for Loyality.Freedom and Peace کا جو پیغام آپ سارے ملک میں دے رہے ہیں یہ معاشرہ میں امن کو قائم کرنے والا خوبصورت نعرہ ہے“۔

”جماعت احمدیہ یوکے اور دنیا بھر میں پُرامن، قانون کا احترام کرنے والی، مستقل مزاج اور بلاامتیاز ہر ایک کی بے لوث خدمت کرنے والی جماعت کے طور پر اچھی طرح متعارف ہے“۔

”امن پسندی، اعلیٰ تنظیم، دوسروں کی بے لوث خدمت جماعت احمدیہ کا طرّہ ٔامتیاز ہے“۔ ——— (مسجد بیت الواحد فیلتھم کی افتتاحی تقریب میں مقامی معزز مہمانوں کا اظہار خیال)

”یہ مسجد صرف خدا کی عبادت کے لئے اور محبت، خلوص اور امن کے قیام کے لئے بنی ہے۔اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں“۔ ”مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ مسجد لوگوں کے غلط شکوک و شبہات کو دور کرنے میں مددگار ہوگی“۔ ”جماعت کی گزشتہ 123 سال کی تاریخ میں آپ کبھی کوئی ایسا موقع نہیں پائیں گے کہ ہماری جماعت کبھی کسی فساد میں ملوّث ہوئی ہو“۔ ”دنیا اس وقت شدید اضطراب میں ہے۔ہمارے لئے اس بات کی اشد اور فوری ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں ورنہ دنیا ایک بڑی تباہی کا شکار ہوگی“۔

——— (مسجد بیت الواحد فیلتھم کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔مبلغ سلسلہ۔لندن)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ(التوبة:18) اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے۔اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

اس آیت کریمہ میں سچے مومنوں کی ایک خاص نشانی بتائی گئی ہے کہ مساجد کو آباد کرتے ہیں۔صاف ظاہر ہے کہ پہلے مساجد تعمیر ہوں گی تو اس کے بعد ہی ان کی آبادی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا(مسلم) کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بستیوں کی سب سے پسندیدہ جگہ مساجد ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔اس کے ساتھ ہی آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔(بخاری و مسلم) کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔

مساجد کے ساتھ جو اعلیٰ برکات وابستہ ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر لوگ جان لیں کہ اذان میں اور پہلی صف میں کیا ثواب ہے تو وہ اول صف میں جگہ پانے کے لئے قرعہ ڈالتے اور اگر لوگ یہ جان لیں کہ اوّل وقت نماز پڑھنے میں کیا ثواب ہے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔اور اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور ان دونوں نمازوں کے لئے گھٹنوں کے بل چل کر آتے۔(بخاری) ایک سچے مومن کی مسجد سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا مومن مسجد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔انہیں اغراض و وجوہات کی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر مساجد کو انتہائی غیر معمولی اہمیت دی۔چنانچہ مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ کے قریب پہنچ کر حضورؐ نے قبا کے مقام پر قیام فرمایا اور وہاں پہنچ کر سب سے پہلا کام مسجد کی تعمیر تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ نے اپنے ہاتھ سے مسجد کی تعمیر کے کام میں حصہ لیا۔اس کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے وہاں بھی سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھا۔ابتدا میں کھجور کے پتوں سے اس کی چھت بنائی گئی جس سے بارش کے وقت پانی ٹپکتا تھا اور نمازیوں کی پیشانیاں پانی سے تر ہو جاتیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو برکت پر برکت دی یہاں تک کہ نہ صرف یہ عظیم الشان مسجد بن گئی بلکہ اس کی پیروی میں دنیا کے کونے کونے میں مساجد بن گئیں۔الحمد للہ علی ذلک۔

جماعت احمدیہ اور تعمیر مساجد

حضرت علامہ برزنجی نے فرمایا: حضرت مہدی علیہ السلام تمام دنیا کو اس طرح فتح کریں گے جس طرح ذوالقرنین اور سلیمان علیہما السلام نے فتح کیا تھا۔سارے آفاق میں آپؑ داخل ہوں گے جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ سب شہروں میں مساجد بنائیں گے۔(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ صفحہ 242 مطبوعہ مصر طبع اول۔(ترجمہ از عربی)۔اس پیشگوئی سے ظاہر

مسجد بیت الواحد۔ فیلتھم

ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جو عظیم فتوحات مقدر ہیں ان کا مساجد کی تعمیر کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور یہ سلسلہ ساری دنیا پر حاوی ہونے والا ہے بلکہ ہو چکا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا: ”آج کل کے لوگ مغربی تہذیب کے تحت یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر الٰہی وغیرہ کرنا اور مصلّے پر بیٹھے رہنا وقت ضائع کرنا ہے۔حالانکہ یہ مصلّے پر بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے والے ہی تھے جنہوں نے بارہ سال کے اندر اندر آدھی دنیا تہ و بالا کر دی۔اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مصلے پر بیٹھنے سے وقت ضائع نہیں ہوتا بلکہ انسان کو ایسی برکت ملتی ہے کہ وہ بڑے بڑے کام تھوڑے سے وقت میں کر لیتا ہے۔پس مصلّے پر بیٹھنے کے معنے نکما پن کے نہیں بلکہ درحقیقت اس سے ایسی مہارت پیدا ہو جاتی ہے اور دل میں اس قسم کا نور پیدا ہو جاتا ہے کہ تھوڑے سے وقت میں انسان بڑے بڑے کام کر لیتا ہے۔اگر تین گھنٹے وہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے تو بے شک بظاہر اس کے تین گھنٹے وقت میں سے کم ہو جائیں گے مگر انہی تین گھنٹوں کی بدولت وہ آٹھ گھنٹوں میں وہ کچھ کام کر لے گا جو باقی چوبیس گھنٹوں میں بھی نہیں کر سکیں گے۔پس عبادت کی کثرت، تہجد اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کرو“۔(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 128)

انہی عظیم الشان مقاصد کے تحت خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے قیام سے اب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت قیادت میں جماعت احمدیہ دنیا کے مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر کی توفیق پا رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ 1914ء میں خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت جماعت احمدیہ کی مساجد کی تعداد صرف 14 تھی۔ 1965ء میں خلافت ثالثہ کے آغاز کے وقت یہ تعداد 365 ہو گئی اور خلافت رابعہ کے دور میں 1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو ربوہ سے لندن ہجرت کرنی پڑی اس وقت جماعت احمدیہ کی مساجد کی تعداد 790 تھی۔ 2003ء میں خلافت خامسہ کے آغاز کے وقت یہ تعداد 13,908 تھی اور خلافت خامسہ کے 9 سال میں یہ تعداد 16,518 ہو چکی ہے۔ یہ اعداد و شمار 2011ء کے جلسہ سالانہ تک کے ہیں۔ اس کے بعد بھی خدا کے فضل سے کئی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

دیگر ممالک کی طرح برطانیہ میں بھی خدا کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ مساجد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ خلافت خامسہ کے آغاز کے وقت 2003ء میں یوکے میں مساجد کی تعداد 19 تھی اور خلافت خامسہ کے دور میں اب تک 14 مساجد کا اضافہ ہو چکا ہے اور اس طرح یہ تعداد 33 ہو گئی ہے۔ جن میں سے 6 مساجد کا افتتاح اسی سال ہو رہا ہے۔ انہیں میں سے ایک مسجد فیلتھم کی ''مسجد بیت الواحد'' ہے جس کے افتتاح کی تقریب کا ذیل میں مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے۔

افتتاح مسجد بیت الواحد فیلتھم (Feltham)

مسجد بیت الواحد فیلتھم کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24 فروری بروز جمعۃ المبارک فرمایا۔ اس روز دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اور دیگر اراکین

قافلہ مسجد فضل سے روانہ ہوئے۔ پونے ایک بجے مسجد بیت الواحد فیلتھم تشریف آوری ہوئی جہاں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ مکرم امیر صاحب یوکے، مکرم امام صاحب، مکرم ریجنل امیر صاحب مڈل سیکس ریجن۔ مکرم ریجنل مشنری صاحب مڈل سیکس ریجن نے حضور انور کا استقبال کیا۔ بچوں کی کثیر تعداد نے اھلاً وسھلاً یا امیر المومنین کا ترانہ نہایت جوش و مسرت کے ساتھ گایا۔ ایک بجے حضور انور نے مسجد بیت الواحد کی افتتاحی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے فوراً بعد حضور انور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے دو آیات قرآنی وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (الجن: 19) اور قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ (الاعراف: 30) تلاوت فرمائیں اور پھر اسلام میں مساجد کی اہمیت اور ان کے مقاصد اور اس حوالہ سے افراد جماعت پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو نصائح فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ الحمد للہ آج اس علاقہ میں ہمیں مسجد تعمیر کر کے اس کے افتتاح کی توفیق مل رہی ہے۔ یہ مسجد فیلتھم، ہونسلو کے قریب ہے اور یہ ہونسلو ساؤتھ اور ہونسلو نارتھ دونوں جماعتوں کی مشترکہ مسجد ہے۔ اس میں جمعہ اور دوسری نمازیں باجماعت ہوں گی جو مسجد کا اصل مقصد ہے۔ خدا کرے ہر جماعت کو اپنی اپنی مسجد بنانے کی توفیق مل جائے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اسلام کی تبلیغ کے نئے دروازے کھلیں کیونکہ آج دنیا کے سامنے صرف جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلام پیش کر سکتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگلے ہفتہ ہیز (Hayse) کی مسجد کا بھی افتتاح ہوگا۔ یہاں ایک عمارت کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس مسجد کے حصول کے لئے بعض لوگوں نے روکیں ڈالیں لیکن خدا تعالیٰ نے دعاؤں کو قبول کیا اور عدالت نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا۔ اس لئے احمدیوں کو اللہ تعالیٰ اور عدالت کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور مسجد کا حق ادا کرنا چاہئے اور پانچوں وقت نماز کے ذریعہ اسے آباد کرنا چاہئے۔ مسجد کے متعلق فرمایا کہ اس پر 9 لاکھ پاؤنڈ خرچ ہوئے ہیں اور اس میں 600 افراد کے لئے نماز کی جگہ موجود ہے۔ ساری جماعت نے بڑی قربانی دی ہے۔ چھ افراد نے 2 لاکھ 80 ہزار پاؤنڈ ادا کئے جبکہ ایک دوست نے ایک لاکھ پاؤنڈ کی رقم ادا کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آخر میں حضور نے فرمایا کہ مسجد کا حق صرف مالی قربانی سے نہیں بلکہ اس کی آبادی سے ادا ہوگا اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں۔ یہی لوگ بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

(خطبہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 11 (مورخہ 16/ مارچ 2012ء) میں شائع ہو چکا ہے)

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ اور عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز جمعہ اور عصر کے کچھ دیر بعد سوا پانچ بجے حضور انور مسجد کے احاطہ میں یادگاری پودا لگانے کے لئے باہر تشریف لائے۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے اپنے پیارے امام کا پُر جوش ترانوں کے ساتھ استقبال کیا۔ ایک تقریب آمین بھی ہوئی جس میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرنے والے بچوں نے حضور انور کو قرآن کریم سنایا جس کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ پونے چھ بجے حضور انور مسجد میں تشریف لائے۔ احباب جماعت نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور گروپ فوٹو بھی بنوائے۔ اس کے بعد حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ سوا چھ بجے بعض مہمانان خصوصی نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا جن میں ممبران پارلیمنٹ، لیڈر آف کونسل اور میئر شامل تھے۔ اس کے بعد حضور انور اس ہال میں تشریف لے گئے جہاں غیر مسلم مہمانوں کے لئے خصوصی طور پر مسجد کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔

غیر مسلم مہمانوں کے لئے مسجد کی افتتاحی تقریب

مسجد کے اوپر واقع ہال میں شام ساڑھے چھ بجے غیر مسلم مہمانوں کے لئے افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں علاقہ کے متعدد معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم ظہیر احمد خان صدر جماعت ہونسلو ساؤتھ نے ادا کئے۔ اس کے بعد ریجنل امیر مکرم عبداللطیف خان صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یوکے میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ 1913ء میں آئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے ملک میں جماعت احمدیہ کی 100 سے زائد برانچیں قائم ہو چکی ہیں۔ ہونسلو میں جماعت احمدیہ کی باقاعدہ برانچ 1970ء میں قائم ہوئی۔ 1985ء میں پہلا مشن ہاؤس خریدا گیا جس کا نام ''بیت النور'' رکھا گیا۔ مڈل سیکس ریجن میں سات برانچیں ہیں جن میں ہونسلو نارتھ اور ہونسلو ساؤتھ کی دو برانچیں شامل ہیں۔ انہی برانچوں کی یہ مسجد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ 40 سال میں ہم نے اپنے ہمسایوں، حکومتی افسران اور اداروں اور تمام مذاہب کے لوگوں سے اچھے اور دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی ہے اور ہمیں ان سب کا تعاون بھی حاصل رہا۔ جس پر مَیں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ ایک پُر امن جماعت ہے جو کہ اچھے شہری کی حیثیت سے ملک و قوم کی بے لوث خدمت کرتی ہے۔ اس مسجد کا نام ''بیت الواحد'' یعنی ایک خدا کا گھر۔ آپ سب کے لئے ہمیشہ اس مسجد کے دروازے کھلے ہیں۔

Ms Mary Macloud MP کا ایڈریس

معزز مہمانوں میں سے پہلی تقریر ممبر آف پارلیمنٹ Ms Mary Macloud کی تھی۔ آپ نے کہا کہ مسجد کی افتتاحی تقریب میں امام جماعت احمدیہ عالمگیر کی موجودگی میں تقریر کرنا میرے لئے خاص اعزاز کی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں کنزرویٹو پارٹی سے تعلق رکھتی ہوں اور برینٹ فورڈ اور آئزل ورتھ کی ایم پی ہوں جس میں ایک لاکھ پانچ ہزار لوگ آباد ہیں اور بہت پُر امن اور کھلے دل کے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں جماعت احمدیہ کی اس بات سے بہت متأثر ہوں کہ آپ سب لوگوں سے اچھے تعلقات رکھنے کے لئے خاص کوشش کرتے ہیں جس کا ایک ثبوت آج کی یہ تقریب ہے۔ انہوں نے کہا کہ 2010ء کے جلسہ سالانہ میں مجھے شرکت کا موقع ملا اور تقریر کا بھی۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کی تنظیم اور دوستی اور محبت اور احترام کا ماحول دیکھ کر مَیں بہت متأثر ہوئی۔ اسی طرح بس کمپین کے ذریعہ آپ Muslim for Loyalty,Freedom and Peace کا جو پیغام سارے ملک میں دے رہے ہیں یہ بھی معاشرے میں امن کو قائم کرنے والا خوبصورت نعرہ ہے۔ انہوں نے مسجد کے قیام کو ایک مثبت قدم قرار دیا اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اس مسجد سے محبت اور امن و رواداری کو فروغ ملے گا۔

ہونسلو کے میئر Coll. Amritpal Sing Maan کا ایڈریس

جناب میئر نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ مَیں جب بھی جماعت احمدیہ کی کسی تقریب میں شامل ہوتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ اپنے دوستوں میں ہوں۔ جماعت احمدیہ ایک ماڈل کمیونٹی ہے جو لوگوں کو اکٹھا کرنے والی ہے۔ انہوں نے جماعت کی بس کمپین کو بھی سراہا جس کے ذریعہ محبت و پیار کا پیغام سارے ملک میں پھیلایا جا رہا ہے۔ انہوں نے ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کے ماٹو کو عالمگیر ماٹو قرار دیا۔ انہوں نے ہیومینٹی فرسٹ کے تحت جماعت احمدیہ کی یوکے اور دوسرے ممالک بالخصوص غریب ممالک کے عوام کے لئے بے لوث خدمت کو قابل ستائش قرار دیا اور کہا کہ آپ کو ہمیشہ کونسل کا تعاون حاصل رہے گا۔

لیڈر آف کونسل Mr.Jagdesh Rai Sharma کا ایڈریس

جناب شرما صاحب نے دعوت ملنے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مسجد بیت الواحد ہونسلو Borough کے لئے ایک فخر کا مقام ہے۔ جماعت احمدیہ یوکے اور دنیا بھر میں پُر امن، قانون کا احترام کرنے والی، مستقل مزاج اور بلا امتیاز ہر ایک کی بے لوث خدمت کرنے والی جماعت کے طور پر اچھی طرح متعارف ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں 1974ء سے کونسلر کے طور پر خدمت کر رہا ہوں لیکن جماعت احمدیہ ہونسلو کی خدمت اس سے بھی پہلے سے ہے کیونکہ یہ جماعت 1970ء سے اس علاقہ کے لوگوں کی خدمت کر رہی ہے۔ انہوں نے آئندہ بھی اپنی طرف سے ہر قسم کے تعاون کی پیشکش کی۔

فیلتھم اور ہیسٹن (Feltham & Heston) کی ممبر آف پارلیمنٹ Ms. Seema Malhotra کا ایڈریس

آپ نے السلام علیکم سے اپنے خطاب کا آغاز کیا اور کہا کہ آج کی تقریب میں مختلف طبقوں کے افراد کا جمع ہونا جماعت احمدیہ کے کام کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے کئی سالوں سے جماعت احمدیہ کے کام کو دیکھا ہے۔ امن پسندی، اعلیٰ تنظیم، دوسروں کی بے لوث خدمت جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ "Love for all" "Hatred for None" کو رہنما بنا کر کام کرنا بھی جماعت احمدیہ کی ہی خصوصیت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا نمونہ سب لوگوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ سیاسی جماعتیں بھی آپ سے سبق سیکھ کر دنیا کے لئے بہتر کام کر سکتی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے جماعت احمدیہ کی طرف سے نوجوان نسل کی تربیت و اصلاح کیلئے جو کام ہو رہے ہیں انہوں نے بھی بہت سراہا اور آخر میں ہر قسم کے تعاون کی پیشکش کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج ہم سب مسجد بیت الواحد کے افتتاح کے لئے یہاں فیلتھم میں جمع ہوئے ہیں۔ مقامی احمدیوں کے لئے یہ بہت خوشی کا موقع ہے۔ خاص طور پر یہ موقع اور بھی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس مسجد کے قیام میں بعض مشکلات پیش آئیں جو مقامی احمدیوں کے لئے کافی تکلیف کا باعث تھیں۔ لیکن بالآخر جماعت کو اجازت مل گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یوکے میں انصاف کا نظام ایسا ہے جو شہریوں کو بنیادی حقوق دیتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے دنیا کے بعض حصوں میں حکومتیں اور افراد ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے بلکہ ظلم و ستم کرتے ہیں اور حقوق سے محروم کرتے ہیں۔ لیکن ہم کبھی غلط ردّعمل ظاہر نہیں کرتے۔ جہاں ممکن ہو ہم قانون کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور قانون کے مطابق اپنے حقوق کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اگر قانون اور ملک حق دے تو ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔ اگر وہ نہ دیں تو ہم اپنے معاملات خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ ہم اس کے سامنے جھکتے ہیں اور یہی ہمیں قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے۔ آپ دنیا کے کسی خطہ میں چلے جائیں احمدیوں کا کردار نمایاں ہوگا اور آپ انہیں اسلام کی حقیقی

باقی صفحہ نمبر 13 پر

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر192

خاندانِ صلاحات(4)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرمہ سوسن فرحان سعادہ صاحبہ آف فلسطین کے احمدیت کی طرف روحانی سفر کی داستان کا آخری حصہ پیش کیا تھا۔موجودہ قسط میں اسی خاندان کے ایک اورفردمکرم ماہرطلال فرحان صلاحات کے احمدیت کی طرف سفرکا احوال انہی کی زبانی پیش کیا جائے گا۔

مکرم ماہرطلال فرحان صلاحات

مکرم ماہرطلال فرحان صلاحات لکھتے ہیں کہ:

’’میرا نام ماہرطلال فرحان صلاحات ہے ۔میری پیدائش 13 نومبر 1967ء میں فلسطین میں ہوئی ۔مَیں اس وقت فلسطینی شہرنابلس کے نواح میں وادی باذان کا رہائشی ہوں اورٹاؤن کمیٹی نابلس میں ملازمت کے علاوہ کھیتی باڑی کے پیشہ سے منسلک ہوں۔میں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوااورایک مسلمان ہونے کے ناطے نماز تو پڑھتا تھالیکن اس میں بے قاعدگی تھی تاہم جمعہ پڑھنے اور رمضان میں صوم وصلاۃ ودیگرعبادات کا خاص خیال رکھتا تھااورعلماء کے دروس اوروعظ سنتا تھا۔بعض علماء کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی سیرت پر مبنی لیکچرز سننے کے بعد دل میں بارہا سوال پیدا ہوتا تھا کہ ان صحابہ کی سیرت واخلاق والے لوگ آج کیوں مفقود ہیں؟اسی طرح فلسطین اوراہل فلسطین کی حالت دیکھ کرمیں اکثر دعاؤں کے ساتھ امام مہدی کا بشدت انتظار کرتا تھا تاوہ آکراہل فلسطین کوظلم سے نجات دلائے ،اور امت اسلامیہ کی فتوحات کا آغاز کرے جس نے عرصۂ دراز سے کبھی فتح وظفر کا منہ نہیں دیکھا۔اسی جذبہ کے پیش نظر میں کئی دفعہ بعض مولویوں اورتبلیغی جماعت والوں کے ساتھ اپنے علاقے کے آس پاس کی بعض بستیوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے گیا۔مولویوں کے درس وتدریس میں بھی اکثر حاضر ہونے کا موقعہ ملتا تھا جس میں میرے لئے اہم ترین مضمون کا تعلق جنّوں سے تھا۔ان کے بارہ میں ہمیں بتایا جاتا تھا کہ بیت الخلاء اورغسلخانے اکثر جنّوں کی رہائشگاہ ہوتے ہیں۔لہذا ہمیں نہاتے وقت خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ کہیں گرم پانی کا کوئی قطرہ کسی جن پر نہ گر جائے ، کیونکہ ایسا ہونے کی صورت میں آپ کو جنّ پڑ بھی سکتے ہیں۔ بکثرت یہ باتیں سن سن کر میں رات کے وقت غسلخانے میں جانے سے بھی خوف کھاتا تھا‘‘۔

تبصرہ

یہ کہانیاں شاید مولویوں نے لوگوں کواپنے قبضہ میں کرنے کیلئے گھڑی ہیں تا کہ ان کے پیروکار ہروقت ایک ایسی مخلوق سے خائف رہیں جس کو انہوں نے کبھی دیکھا نہیں اوروہ کسی بھی وقت کسی ناکردہ گناہ کی وجہ سے ان پر سوار ہوسکتی ہے اوران سے بچنے کے لئے مولویوں کے دم درود کے ہروقت محتاج رہیں۔مولویوں کی ان باتوں سے ایسے لگتا ہے جیسے ان جنّوں نے صرف مسلمانوں پرسوار ہونے کی سپیشل ٹریننگ لی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ صرف مسلمانوں پرہی سوار ہوتے ہیں اوروہ بھی ایسے مسلمانوں پر جو بے چارے پہلے ہی ان سے خائف ہیں۔آخر یہ جنّ کسی انگریز کو کیوں کچھ نہیں کہتے؟ چونکہ مولویوں کا دعویٰ ہے کہ وہ ان پر قابو پاسکتے ہیں اورجس شخص پر یہ سوار ہوں اس کوان سے چھڑا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔اگر یہ بات درست ہےتو پھرنہ جانے کوئی ان سے یہ کیوں نہیں پوچھتا کہ آپ تمام بڑے بڑے مولوی مل کردوچارتنگڑے جنّوں کواسلام مخالف قوتوں کے قلع قمع کے لئے کیوں نہیں بھیج دیتے۔کاش یہ مولوی اسلام سے مخلص ہوتے اور باہمی تعاون سے کوئی ایک دو بڑے جنّ قابو میں کر لیتے جن کوکم ازکم فلسطین پر ہونے والےظلموں کے خاتمہ کے لئے استعمال کرسکتے۔وہ جنّ جومسلمانوں کے سر پرسوار ہوکران کوعجیب وغریب حرکات پر مجبور کردیتا ہے کیا مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والوں کے سرپرسوار ہوتے ہوئے اسے شرم آتی ہے؟

اس مختصر تبصرہ کے بعد ہم واپس ماہرفرحان صاحب کی داستان کی طرف لوٹتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ:

مَیں نے تصویرٹکڑے ٹکڑے کردی

’’مولویوں سے مَیں نے یہ بھی سیکھا کہ تصویربالکل حرام ہے۔لہذاسب سے پہلے اس حرام چیز کا خاتمہ مَیں نے اپنے گھرسے کیا۔ ہمارے گھرمیں میری والدہ صاحبہ نے اپنے بوڑھے والد(یعنی ہمارے نانا) کی تصویردیوار پرلگائی ہوئی تھی جسے مَیں نے آتے ہی ٹکڑے ٹکڑے کردیااوروالدہ کے پوچھنے پراتنا کہنا ہی کافی سمجھا کہ یہ سب کچھ حرام ہے‘‘۔

مسئلۂ تصویر کے بارہ میں اصولی بات

مسئلۂ تصویر کے بارہ میں آج تک بعض مولوی اس قدر متشدد ہوتے ہیں کہ جیسے سارے اسلام کا دارومدار اسی مسئلہ پر ہے۔یہ سوال اس زمانہ کے حَکَم وعدل حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے بھی متعدد بار پوچھا گیا۔آپؑ کے ملفوظات سے اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

’’اسلام ایک وسیع مذہب ہے۔اس میں اعمال کا مدار نیات پررکھتا ہے۔بدرکی لڑائی میں ایک شخص میدان جنگ میں نکلا جواِتراکر چلتا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ چال بُری ہے۔کیونکہ خداتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا۔(بنی اسرائیل:38) مگراس وقت یہ چال خداتعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے کیونکہ یہ اس کی راہ میں اپنی جان تک نثار کرتا ہے اور اس کی نیت اعلیٰ درجہ کی ہے۔غرض اگرنیت کالحاظ نہ رکھاجائےتوبہت مشکل پڑتی ہے۔

اسی طرح پر ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کا تہ بند نیچے کو ڈھلکتا ہے وہ دوزخ میں جاویں گے۔حضرت ابوبکرؓ یہ سن کر رو پڑے کیونکہ اُن کا تہ بند بھی ویسا تھا۔آپؐ نے فرمایا کہ تُو اُن میں سے نہیں ہے۔غرض نیت کو بہت بڑا دخل ہے اورحفظ مراتب ضروری شئے ہے۔‘‘(الحکم 24 مئی 1904ء صفحہ 3)

تصویرکی حرمت اضافی ہے

’’کفار کے تتبّع پرتو تصویرہی جائزنہیں....یادرکھنا چاہیے کہ نفس تصویرکی حرمت نہیں بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے جولوگ لغوطور پرتصویریں رکھتے اوربناتے ہیں وہ حرام ہے۔شریعت ایک پہلو سے حرام کرتی ہے اور ایک جائز طریق پراسے حلال ٹھہراتی ہے۔روزہ ہی کو دیکھو رمضان میں حلال ہےلیکن اگرعید کے دن روزہ رکھےتو حرام ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کُنی زندیقی

حرمت دوقسم کی ہوتی ہے۔ایک بالنفس حرام ہوتی ہے، ایک بانسبت۔جیسے خنزیر بالکل حرام ہے۔خواہ وہ جنگل کا ہویا کہیں کا۔سفید ہو یا سیاہ، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہرایک قسم کا حرام ہے۔ یہ حرام بالنفس ہے۔لیکن حرام بالنسبت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص محنت کر کے کسبِ حلال سے روپیہ پیدا کرے،تو حلال ہے۔لیکن اگر وہی روپیہ نقب زنی قمار بازی سے حاصل کرےتو حرام ہوگا۔ بخاری کی پہلی ہی حدیث ہے۔ اِنَّمَاالْاَ عْمَالُ بِالنِّیَّاتِ....یادرکھو اسلام بُت نہیں بلکہ زندہ مذہب ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل ناسمجھ مولویوں نے لوگوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔

آنکھوں میں ہرشے کی تصویربنتی ہے....اللہ تعالیٰ کا نام مُصوّر ہے۔یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ(آل عمران :7) پھر بلاسوچےسمجھے کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟‘‘

(الحکم 28 فروری 1902ء صفحہ 6)

ایک صحابی منشی نظیرحسین صاحب نے حضورعلیہ السلام سے پوچھا :’’مَیں خودتصویرکشی کرتاہوں۔اس کے لیے کیاحکم ہے؟

فرمایا: اگرکفراور بُت پرستی کو مدد نہیں دیتے تو جائز ہے۔‘‘(الحکم 24 مئی 1904ء صفحہ 3)

اس تبصرہ کے بعد ہم دوبارہ مکرم ماہرفرحان صاحب کی طرف لوٹتے ہیں جوبعض عقائدکاذکرکرتے ہوئے کہتے ہیں:

علماء نے دین سے متنفرکردیا

’’اسی طرح مولویوں سے مَیں نے دجّال کے بارہ میں بھی سنا کہ وہ ایک شخص ہوگا جولوگوں کوزندہ بھی کرے گا اور مارے گا بھی اور جنت ودوزخ بھی وہ اپنے ہمراہ لئے پھرے گا۔یہ سب کچھ سن کر میں اسی نتیجہ پر پہنچا کہ ایسے شخص کی پیروی سے کوئی کیونکر بچ سکتا ہے؟ کم ازکم میں تو نہیں بچ سکوں گا۔پھراعمال کا کیا فائدہ؟ان سوچوں نے مایوسیوں کوجنم دیا اور بالآخر میں نے تمام مولویوں سے کنارہ کرلیا۔نماز بھی ترک کردی اورلوگوں کے سوالات سے بچنے کے لئے اپنے بیٹے کولے کرصرف جمعہ کی نماز پر چلاجاتا تھا۔میں نہ صرف دینی لحاظ سے ایک منافقانہ زندگی گزاررہا تھا بلکہ اندورنی عدم اطمینان کا اثر میرے اخلاق اورعادات پربھی پڑا۔مَیں اپنی بیوی سے بات بات پرلڑتا اسے گالیاں تک دینے سے گریز نہ کرتاحتی کہ اپنی والدہ کے ساتھ بھی میرا تعلق بہت براتھا۔

احمدیت سے تعارف

مَیں بلدیہ کی نوکری کے تحت’’ باذان‘‘ کے ایک کنویں پر گارڈ کے طور پر ڈیوٹی دیتا تھا۔ بلدیہ میں ہی جمعرات اورجمعہ کے روزمیرے چھوٹے بھائی محمد صلاحات اوراس کے دوست محمد علاونہ کی بھی ڈیوٹی ہوتی تھی۔ایک روز میں جمعرات کے دن ڈیوٹی پرگیااوروہاں پرکامن روم میں داخل ہواتو دیکھا کہ میرا بھائی محمد صلاحات اورمحمد علاونہ صاحب ٹی وی دیکھ رہے ہیں۔میں نے جاکرٹی وی چینل تبدیل کردیا جس پروہ کسی قدرناگواری سے کہنے لگے کہ ہم اس چینل پرپروگرام’’الحوارالمباشر‘‘دیکھ رہے تھے۔میرے استفسار پرانہوں نے جماعت کے بارہ میں مجھے بتانا شروع کردیا۔میں نے کہا کہ یہ بھی مسلمانوں کو پراگندہ کرنے کی ایک سازش ہے۔پھرمیں نے ان سے پوچھا کہ اس چینل کی نشریات کہاں سے ہوتی ہیں؟انہوں نے بتایا کہ برطانیہ سے۔میں نے کہا کہ یہ لوگ برطانیہ کے ایجنٹ ہیں۔اور میری آپ کونصیحت ہے کہ ان سے دورہی رہیں۔اس قدر دینی چینلز موجود ہیں آپ اس چینل کو چھوڑکراورکوئی کیوں نہیں دیکھ لیتے؟ان کے انکار پر مجھے بھی شدید غصہ آگیااور مَیں نے انہیں دھمکی بھی دےڈالی کہ کسی دن میں کلاشنکوف لا کرآپ کاصفایاکردوں گا۔اس کے بعدمَیں وہاں سے چلاگیا اورتین ماہ تک اپنے بھائی اورمحمد علاونہ صاحب سےڈیوٹی کے دوران بھی بات یاملاقات نہ کی۔

اس کے بعدخداتعالیٰ کاخاص تصرف یوں ظاہرہوا کہ میری ڈیوٹی گارڈ سےتبدیل ہوکراس شعبہ میں لگ گئی جہاں میرابھائی اورمحمد علاونہ صاحب کام کرتے تھے۔چنانچہ اب ان کاسامنا کرنے کےعلاوہ چارہ نہ تھا۔یہ جمعرات کا ہی روز تھا اورمحمد علاونہ صاحب چھٹی پر تھےلہذامَیں نے اپنے بھائی کے ساتھ ہی کام شروع کیا تو اس نے جماعت احمدیہ کے متعلق بات شروع کردی،جس کی ابتدا انہوں نے دجّال کے بارہ میں اس سوال سے کی کہ: کیاتم سمجھتے ہوکہ دجّال ایک شخص ہوگا؟مَیں نے کچھ بتانے کی بجائے الٹااس سے سوال کیا کہ: تم بتاؤ کہ دجّال کے بارہ میں تمہارا کیاتصور ہے؟اس نے بتایا کہ یہ دجّال کا ہی زمانہ ہے۔اورپھراس کی جملہ علامات کی احادیث کی روشنی میں وضاحت کرنے لگا۔مَیں اس کی باتیں سن کر بےخودسا ہوتا جارہا تھا کیونکہ وہ ایسا منطقی اورعقل کے عین مطابق کلام تھا کہمَیں خوشی اورحیرت کی تصویر بنا ہمہ تن گوش تھا۔اس کے بعدہم میں یہ مکالمہ ہوا:

ماہر: یہ تفسیرتم نے کہاں سے پڑھی ہے؟

محمد صلاحات: یہ احمدیوں کی تفسیر ہے اور جماعت احمدیہ صحیح اور حقیقی اسلام کی پیروکار جماعت ہے۔اس کے بعدانہوں نے امیر جماعت کبابیر کا ذکرکیا۔

ماہر: یہ امیر جماعت کہاں سے ہیں؟

محمد صلاحات: حیفا سے۔

ماہر: حیفا سے کیوں؟ اسے تو سعودی عرب سے ہونا چاہئے۔

محمد صلاحات: ہمیں تو اس بات پرفخر ہونا چاہئے کہ وہ ہمارے فلسطینی علاقے سے ہیں۔

ماہر: اچھاکسی دن اس امیر جماعت کواپنی بستی میں اپنے گھر بلاؤ پھر بات کریں گے۔ میرا اس سوال سے مطلب صرف یہ چیک کرنا تھا کہ اگرتو امیر جماعت حیفا سے ہماری چھوٹی سےبستی میں آگئےتویہ اسلامی اخلاق میں سے ہے کیونکہ ایک توسفرکافی لمباہےدوسرادشوارگزار ہے۔ ایسے میں امیر صاحب کامحض دینی جذبہ کے تحت تشریف لانایقیناً صحابہ کے طرزعمل کاعکاس ہوگا۔

چنانچہ میرے بھائی محمد صلاحات نے محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر کو دعوت دی اور بالآخروہ دن بھی آگیا جب امیر صاحب مکرم عبد القادر مدلل اورانکے بھائی مکرم شادی مدلل نیزمحمد علاونہ اورایک اورمہمان کے ساتھ ہمارے گھرتشریف لائے۔ان کی باتیں نہایت عجیب لیکن حق وصداقت سے پُرتھیں۔ ہرامر کی تشریح دل میں اترنے والی تھی۔ اس دوران محمد شریف صاحب نے بعض ایسے احباب جماعت کا ذکرکیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی چاہی اوراللہ تعالیٰ نے رؤیائے صالحہ سے ان کو ہدایت عطافرمائی۔میں اس دوران محمد شریف صاحب کی آنکھوں اورچہرہ کے تاثرات کونوٹ کرتا رہا۔ ان کی شخصیت نے مجھے بہت متاثر کیا۔ان کی باتیں سننے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ میں بھی اس رمضان المبارک میں یہ تجربہ کرنے کی کوشش کروں گااورمیں بھی تقرب الی اللہ کی کوشش کے ساتھ خداتعالیٰ سے اس جماعت کی صداقت کے بارہ میں راہنمائی چاہوں گا۔

مکرم ماہرفرحان صاحب کی بیعت اورباقی واقعات کابیان اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ربوہ)

ذیل میں ہم سلسلہ احمدیہ کے جید عالم ،مبلغ اسلام واحمدیت، جامعہ احمدیہ ربوہ کے سابق پرنسپل اور موازنہ مذاہب کے پروفیسر مکرم ومحترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر مدّ ظلّہ کا ایک مضمون جس میں آپ نے متی کی انجیل پر محققانہ نظر ڈالی ہے ہدیہ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔اس مضمون کے لئے ادارہ الفضل محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر کا تہ دل سے ممنون ہے۔ فجز اہ اللہ احسن الجزاء۔

آپ کا یہ فاضلانہ مضمون بالاقساط شائع ہوگا۔ہمیں امید ہے کہ قارئین اور بالخصوص داعیان الی اللہ اس سے بھر پور استفادہ کریں گے۔ (مدیر)

مسیحیوں کی کتاب مقدس جو نئے عہد نامہ کے نام سے معروف ہے۔چار اناجیل حضرت مسیح کے شاگردوں کی سرگرمیوں کے بیان پر مشتمل کتاب، اعمال اور 21 خطوط اور مکاشفہ کے ایک صحیفہ پر مشتمل ہے۔ان میں سے سب سے پہلی کتاب اور چاروں اناجیل میں سے پہلی انجیل متی کی انجیل کے نام سے معروف ہے۔اس کے بارہ میں کچھ باتیں پیش خدمت ہیں۔

متی کی الہامی حیثیت

باقی نئے عہد نامہ کی طرح متی کی انجیل بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی تصنیف نہیں ،نہ ہی کتاب ان کی نظر سے گزری ہوگی کیونکہ واقعہ صلیب کے کئی سال بعد تصنیف ہوئی ۔نہ ہی یہ کتاب الہامی کتاب ہے،نہ ہی اس کتاب میں کوئی دعویٰ یا ذکر ہے کہ یہ کتاب کسی کو الہام ہوئی۔

یہ کتاب کس کی تصنیف ہے،اس کا کوئی ذکر کتاب میں نہیں ہے۔**البتہ روایتی عقیدہ کے مطابق یہ متی حواری کی تصنیف کہی جاتی ہے۔**جو الفاظ قدیم سے اس کے نام کے طور پر بولے جاتے ہیں وہ ہیں:

KATA MA AI جس کا ترجمہ ہے According To Matthew۔

آج کل کے بعض علماء بائبل اس بارہ میں شک کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ متی حواری کی تصنیف ہے ۔مثلاً ریورنڈ جے۔آر۔ڈمیلو اپنی تفسیر بائبل میں لکھتے ہیں:

St.Matthew the reputed author of the first gospel,was a customs house officer. (P.619)

The Interpreters Bible جلد 7 صفحہ 242 میں لکھا ہے:

The original author could, of course, have been a later Christian who have this common Jewish name, but when the name became attached to the gospel, it must generally assumed that Matthew was the apostle.

نیا عہد نامہ کس زبان میں لکھا گیا اس کے متعلق عام رائے یہ ہے:

The New Testament was written in Koine or common Greek.

(Interpreters Bible Jild 7 P.239)

مگر Eastern Orthodox Church کا عقیدہ ہے کہ تمام نیا عہد نامہ حضرت مسیح علیہ السلام کی مادری زبان آرامی میں ہی لکھا گیا تھا اور آرامی میں یہ ہم تک پہنچا ہے۔مگر رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ بالعموم یہ مانتے ہیں کہ نئے عہد نامہ کی جملہ کتب عام یونانی میں لکھی گئی تھیں۔

مگر متی کی انجیل کے بارہ میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ اصلاً عبرانی یا آرامی میں لکھی گئی تھی مگر ہم تک یونانی ترجمہ میں پہنچی ہے اس خیال کی بنیاد اسی درج ذیل حوالہ پر ہے:

Was the Gospel originally written in Greek?

Papias of Hierepolis,who Flourished in Phryei about A.D 130-140,wrote a book Cellea Exposition of the Oreales of the Lord now lost to us save for a few tantalizing fragments. One of these reads Matthew composed the oracles (the sayings) in the Hebrew language, but every interpreted them as he was able.

(Interpreters Bible Part.7, P.240)

جیسا کہ ذکر ہوا نیا عہد نامہ نہ حضرت مسیح کو الہام ہوا، نہ حضرت مسیح کی تصنیف ہے،نہ ہی آپ نے کبھی اس کتاب کو دیکھا اور نہ ہی آپ کے زمانہ میں اس کو کتاب مقدس سمجھا گیا۔

نئے عہد نامہ کی جملہ کتب حضرت مسیح کے لمبے عرصہ کے بعد کتاب مقدس قرار پائیں مگر بڑے بحث مباحثہ اور اختلاف رائے کے بعد چوتھی صدی کے آخر میں جا کر یہ فیصلہ ہوا کہ ان اناجیل میں حضرت مسیح کی زبان سے جہاں بھی کتاب مقدس اور مقدس صحیفہ کا ذکر ملتا ہے اس سے مراد کتب کا وہ مجموعہ ہے جس کو اب عیسائی چرچ نے پرانا عہد نامہ کا لقب دے رکھا ہے۔حضرت مسیح خود اس کے متعلق بار بار کہتے ہیں کہ کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں ۔

(دیکھئے متی باب 5 آیات 17 تا 19)

نیا عہد نامہ نہ صرف یہ کہ خود کبھی الہامی کتاب اور Word of God ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانی تصنیف ہے۔مثلاً لوقا کی انجیل میں لکھا ہے:

”چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ۔ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا اس لئے اے معزز تھیفلس مَیں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں، تا کہ جن باتوں کی تُو نے تعلیم پائی ہے ان کی پختگی تجھے معلوم ہو جائے۔ (لوقا باب 1 آیت 1 تا 4)

کرنتھیوں کے پہلے خط میں لکھا ہے:

”کنواریوں کے حق میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں لیکن دیانت دار ہونے کے لئے جیسا خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا اس کے موافق اپنی رائے دیتا ہوں“۔

(1۔کرنتھیوں باب 7 آیت 25)

کرنتھیوں کے دوسرے خط میں لکھا ہے:

”جو کچھ مَیں کہتا ہوں وہ خداوند کے طور پر نہیں بلکہ گویا بیوقوفی سے اور اس جرأت سے کہتا ہوں جو فخر کرنے میں ہوتی ہے“۔

(2 کرنتھیوں باب 11 آیت 17)

علماء بائبل میں یہ بات مسلمہ ہے کہ نیا عہد نامہ ایک لمبی بحث وتمحیص کے بعد اور ایک لمبے عرصہ کے بعد کینن یعنی کتاب مقدس قرار پایا۔ یہاں صرف ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے:

The N.T represents a larger body of christian's literature written before the 4th century, when after a long controversy the present cannon was adopted. *(Blacks Bible Dictionary by Madeleine S.Miller and J.Lave Miller London 1954 P.489 under the word New Testaments)*

متی کی انجیل پہلا باب:

متی کی انجیل کی ابتدا ایک نسب نامہ سے ہوتی ہے جس کا عنوان ہے:

یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابرہام کا نسب نامہ

یہ نسب نامہ ابرہام سے شروع ہوتا ہے اور ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے۔یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے۔

یسوع مسیح کے فرضی نسب نامے

اگر اس نسب نامہ کو غور سے پڑھ لیا جائے اور اس پر تحقیق کی جائے تو یہ بات ہی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ یہ کتاب نہ تو خدا کا کلام ہے نہ ہی کسی ایسے انسان کا کلام ہے جس نے تحقیق کر کے اسے ٹھیک ٹھیک لکھا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عنوان میں تو کہا گیا ہے کہ یہ یسوع کا نسب نامہ ہے مگر بجائے یسوع کے یہ یوسف کا نسب نامہ ہے اور ساری دنیا کے عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ یسوع بے باپ پیدا ہوئے تھے۔یوسف کے بیٹے نہیں تھے۔یسوع کی پیدائش کے بعد حضرت مریم کی شادی یوسف سے ہوئی ۔لہٰذا یوسف سے یسوع کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔اگر یسوع کا نسب نامہ دینا مقصود تھا تو حضرت مریم کا نسب نامہ دینا چاہئے تھا۔

دوسری بات اس نسب نامہ میں یہ دیکھنے والی ہے کہ اگر یسوع کا یوسف سے کوئی تعلق نہیں تھا تو پھر یوسف کا نسب نامہ کیوں دیا گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل نویس نے کمال ہوشیاری سے کام لیا ہے۔**یہود میں یہ خیال عام رائج تھا کہ آنے والا مسیح حضرت داؤد کی نسل سے ہوگا۔**اب اگر یسوع کو مسیح ثابت کرنا مقصود تھا تو یہود کو قائل کرنے کے لئے ان کو داؤد کی نسل سے ثابت کرنا ضروری تھا۔مگر یسوع داؤد کی نسل سے نہیں تھے۔کیونکہ وہ مریم کے بیٹے تھے اور مریم جیسا کہ ابھی آگے ذکر آئے گا داؤد کی نسل سے نہیں تھیں۔لہٰذا **ایک پیشگوئی کو** (جس کی رو سے آنے والا مسیح داؤد کی نسل سے ہوگا) **یسوع پر چسپاں کرنے کے لئے بجائے مریم کے یوسف کا نسب نامہ درج کر دیا گیا۔**

آنے والے مسیح کے حضرت داؤد کی نسل سے ہونے کی پیشگوئی کی بناء پر حضرت مسیح کے زمانے میں بالعموم یہی سمجھتے تھے کہ آنے والا مسیح داؤد کی نسل سے ہوگا۔**مگر بعض یہودی یہ کہتے تھے کہ آنے والا مسیح حضرت داؤد کے بیٹے حضرت سلیمان کی نسل سے ہوگا اور بعض یہ سمجھتے تھے کہ آنے والا مسیح حضرت داؤد کے بیٹے ناتن کی اولاد سے ہوگا۔**اب دیکھئے متی اور لوقا کے انجیل نویس کس ہوشیاری سے کام لیتے ہیں۔

متی اور لوقا میں درج نسب ناموں میں اختلاف

متی کے انجیل نویس نے یسوع کو ابن داؤد ثابت کرنے کے لئے جو نسب نامہ بنایا ہے اس میں لکھا ہے:

”داؤد سے سلیمان اس عورت سے پیدا ہوا جو پہلے اوریاہ کی بیوی تھی“۔ (باب 1 آیت 6)

اس کے بالمقابل لوقا نے بھی ایک نسب نامہ باب 3 میں دیا ہے اس کی آیت 31 میں بجائے حضرت سلیمان کے ناتن کا ذکر ہے۔

اب دیکھئے کہ دونوں انجیل نویس یسوع کو ابن داؤد ثابت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہودیوں کا پرانے عہد نامہ کی پیشگوئیوں کی بناء پر یہ خیال ہے کہ آنے والا مسیح داؤد کی نسل سے ہوگا۔دونوں جانتے ہیں کہ یسوع داؤد کی نسل سے نہیں ہیں کیونکہ وہ مریم کے بیٹے تھے اور مریم داؤد کی نسل سے نہیں تھیں۔بعض یہودی کہتے ہیں کہ مسیح داؤد کے بیٹے سلیمان کی نسل سے ہوگا۔لہٰذا متی کے انجیل نویس نے وہ **نسب نامہ تراشا ہے جس میں اس کو سلیمان کی نسل سے قرار دیا گیا ہے۔بعض یہودی کہتے ہیں کہ مسیح داؤد کے بیٹے ناتن کی نسل سے ہوگا لہٰذا لوقا کے انجیل نویس نے وہ نسب نامہ تراشا ہے جس میں یسوع کو ناتن کی نسل سے قرار دیا گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ دونوں نسب نامے یسوع کے نہیں ہیں بلکہ ان کے فرضی باپ کے ہیں۔**

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ یسوع کے دو نسب نامے نئے عہد نامہ میں ہیں۔دونوں میں یسوع کو مسیح ثابت کرنے کے لئے ان کو داؤد کی نسل سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ پرانے عہد نامہ کی پیشگوئی یا مزعومہ پیشگوئی کو یسوع پر چسپاں کیا جاسکے۔ان دونوں نسب ناموں کے لکھنے والوں نے اپنے اپنے ماحول کے مطابق پیشگوئی کو چسپاں کرنے کے لئے یہ اختلاف کیا ہے کہ یسوع حضرت داؤد کے بیٹے حضرت سلیمان کی اولاد تھے یا ناتن کی۔اس اختلاف کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

مگر اس کے علاوہ بھی ان دونوں نسب ناموں میں اختلافات ہیں۔

متی کے نسب نامے میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم سے حضرت داؤد تک چودہ پشتیں تھیں اور حضرت داؤد سے بنی اسرائیل کے گرفتار ہوکر بابل جانے تک چودہ پشتیں اور پھر گرفتار ہوکر بابل جانے سے لے کر مسیح تک چودہ پشتیں ہوئیں۔گویا اگر یہ حساب درست ہے تو متی کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم سے لے کر حضرت مسیح تک 42 پشتیں ہوئیں۔مگر لوقا کے نسب نامے میں حضرت ابراہیم سے لے کر حضرت مسیح تک 56 پشتیں لکھی گئی ہیں اور حضرت سلیمان اور ناتن کے ناموں کے اختلاف کی طرح دونوں نسب ناموں کے ناموں میں بہت سے اختلافات ہیں۔

متی کے نسب نامے میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم سے حضرت داؤد تک چودہ پشتیں اور حضرت داؤد سے باب جانے تک چودہ پشتیں اور بابل کی گرفتاری سے لے کر یسوع تک چودہ پشتیں ہوئیں مگر یہ بیان درست نہیں کیونکہ بابل کی گرفتاری سے لے کر یسوع تک 13 نام ہیں نہ کہ چودہ۔

کسی ذوقی وجہ سے متی کے نسب نامے کے مصنف نے ان تین ادوار میں چودہ چودہ پشتیں قرار دی ہیں مگر اس شوق میں کہ ہر دور میں چودہ پشتیں قرار دی جائیں پرانے عہد نامہ سے بھی (جو مسیحیوں کے نزدیک الہامی کتاب ہے) اختلاف کیا ہے۔ اور متی کے انجیل نویس نے لکھا ہے ”یہوسفط سے یورام پیدا ہوا اور یورام سے عزیاہ پیدا ہوا“۔

(متی باب 1 آیت 8)

جبکہ باب 3 آیات 11-12 میں لکھا ہے:

”یورام اس کا بیٹا اخزیاہ، اس کا بیٹا یوآس اور اس کا بیٹا امصیاہ اور اس کا بیٹا عزریاہ“۔

گویا متی کے انجیل نویس نے یورام اور عزریاہ کے درمیان تین نام حذف کر دیئے ہیں۔اسی طرح متی سے آیت 11

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے دور ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے عقیدے کے ساتھ اپنے اعمال کی حفاظت کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور شدت سے ضرورت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے تو ہم یقیناً جنگ جیتے ہوئے ہیں لیکن اگر عقیدے کے مطابق عمل نہ ہوں، جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق نہ چلیں، اُس کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش نہ ہو تو آہستہ آہستہ صرف نام رہ جاتا ہے۔

شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنے کا ایک بڑا ذریعہ نماز ھے۔

پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے زیرِ اثر بچوں، نوجوانوں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ہماری کامیابی اُسی وقت حقیقت کا روپ دھارے گی جب ہر طرف سے آوازیں آئیں گی کہ نماز کے قیام کی کوشش کرو۔

ہماری کامیابیاں اپنی عملی حالتوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی۔ جس میں سب سے زیادہ اہم نماز کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو چندوں کو کافی سمجھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یا سیکرٹریانِ مال جو ہیں اُن کو اس طرف توجہ نہیں دلاتے، جس وجہ سے اُن کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

ہر احمدی کو یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری سچائی دوسروں پر تب ظاہر ہوگی جب ہر معاملے میں ہمارے سے سچائی کا اظہار ہوگا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 30/مارچ 2012ء بمطابق 30/امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں شرائط بیعت کے حوالے سے مَیں نے افرادِ جماعت کو ایک احمدی کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف اقتباسات سے ہی ہر شرط کی وضاحت بیان ہوئی تھی۔ ان شرائط کو پڑھ کر اور آپ علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات کو پڑھ کر، سُن کر اور ان پر غور کر کے ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ ہمارے اندر اسلام کی حقیقی تعلیم داخل کر کے، ہماری اعتقادی اور عملی اصلاح کر کے ہم میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ عظیم مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا جو آپ کی بعثت کا مقصد تھا، جو زمانے کی اہم ضرورت تھی اور ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔‘‘

’’اگرچہ ظاہری طور پر ہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ بڑے دیندار ہیں لیکن عُجب اور ریا اور باریک باریک معاصی میں مبتلا ہیں جو کہ عارفانہ خوردبین سے نظر آتے ہیں‘‘۔

فرماتے ہیں کہ:

’’اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 83۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ جماعت قائم فرمائی تو وہ اس میں شامل ہونے والوں کو خاص طور پر پاک کرنا چاہتا ہے تا کہ پاک جماعت کا قیام ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں سے ہر ایک سے یہ چاہتے ہیں کہ یہ عارفانہ خوردبین ہم لگائیں۔ اس سے ہم اپنے نفس کو دیکھیں۔ اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ اپنی اعتقادی غلطیوں کی جہاں اصلاح کریں وہاں ہر قسم کی چھوٹی سے چھوٹی عملی غلطیوں کی بھی اصلاح کریں۔ اپنے اعمال کی طرف بھی نظر رکھیں۔ اور یہ عارفانہ خوردبین ہی ہے جو معمولی قسم کی غلطیوں کو بڑا کر کے دکھائے گی کیونکہ خوردبین کا یہی کام ہے کہ باریک سے باریک چیز بھی بڑی کر کے دکھاتی ہے۔

پس اپنے گناہوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی غلطیوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی کمزوریوں کو دیکھنے کے لئے ہمیں وہ خوردبین استعمال کرنی پڑے گی جس سے ہم اپنے نفس کے جائزے لے سکیں۔ اسی سوچ کے ساتھ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پس ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کوئی معمولی دعویٰ اور یہ معمولی جماعت نہیں ہے۔ نہ ہی ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ معمولی دعویٰ ہے، نہ یہ جماعت ایک معمولی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے افراد کو پاک کر کے ایک پاک جماعت بنانا چاہتا ہے جس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ہر احمدی کو یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ یہ تقویٰ اور طہارت کی زندگی کے نمونے ہی ہیں جو وہ انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں، اور یہ انقلابی تبدیلی ہمارے اعتقاد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح کے ساتھ وابستہ ہے۔ صرف اعتقادی اصلاح فائدہ نہیں دے سکتی جب تک کہ اعمال کی اصلاح بھی ساتھ نہ ہو۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی فکر نہ ہو۔ کیا عقیدہ ہمارا ہونا چاہئے اور کونسے اعمال ہیں جن کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہئے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں مَیں نے پڑھا۔ ہم نے دیکھا کہ معمولی سے معمولی نیکی کی طرف بھی توجہ اور اُس کے بجالانے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

پھر مزید وضاحت سے اپنے عقیدے اور عملی حالت کی حقیقت کے معیار کے بارے میں جماعت کو بھی توجہ دلاتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے مذہب کا خلاصہ‘‘ (کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ اس میں عقیدے کی بھی وضاحت ہو جائے گی اور اس عقیدے کے ساتھ جو ہمارے عمل وابستہ ہیں اُن کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔) فرماتے ہیں ’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب یہ ہے کہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی

ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجُز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں۔ کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوکر تکمیلِ منازل سلوک کرچکے ہیں اُن کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں اور اُن میں بعض ایسے جُزئی فضائل ہیں جو اَب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہوسکتے۔'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 170-169) یعنی وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہیں اُن کے بعض فضائل ایسے ہیں جو اَب نہیں مل سکتے۔ انہوں نے دیکھا، وہ آپؐ کی صحبت میں رہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر ''حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ'' ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو'' (یعنی آپس میں اختلاف ہو) ''قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں''۔ (حدیث پر قرآن کو ترجیح ہے۔) فرماتے ہیں ''بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے'' (یعنی اپنی مرضی سے جہاں ضروری ہو بدل لے، حلال حرام کے بارہ میں اپنے فیصلے کرنا شروع کردے) ''وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلفِ صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے''۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 323)

پھر اس عقیدے کا اظہار فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے فانی ہے آپ نے واضح فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک انسان تھے، نبی اللہ تھے اور اس لحاظ سے اُن کی بھی ایک عمر کے بعد وفات ہوگئی۔ ہاں صلیبی موت سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچالیا اور صلیب کے زخموں سے صحت یاب فرمایا اور پھر انہوں نے ہجرت کی اور کشمیر میں آپ کی وفات ہوئی۔ بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کے عقیدے کے بارے میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''مَیں حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ اور داخل موتیٰ ایماناً و یقیناً جانتا ہوں اور ان کے مرجانے پر یقین رکھتا ہوں۔ اور کیوں یقین نہ رکھوں جب کہ میرا مولیٰ، میرا آقا اپنی کتاب عزیز اور قرآن کریم میں ان کو متوفّیوں کی جماعت میں داخل کرچکا ہے اور سارے قرآن میں ایک دفعہ بھی ان کی خارق عادت زندگی اور ان کے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں بلکہ ان کو صرف فوت شدہ کہہ کر پھر چُپ ہوگیا۔ لہٰذا اُن کا زندہ بجسدہٖ العنصری ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں آنا نہ صرف اپنے ہی الہام کی رُو سے خلاف واقعہ سمجھتا ہوں بلکہ اس خیال حیاتِ مسیح کو نصوص بیّنہ قطعیہ یقینیہ قرآن کریم کی رو سے لغو اور باطل جانتا ہوں''۔

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 315)

یعنی قرآنِ کریم کی جو بڑی یقینی اور قطعی اور کھلی کھلی آیات ہیں، اُن کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کو فوت شدہ سمجھتا ہوں اور اُن کی حیات کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اعتقادی لحاظ سے تم میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ارکانِ اسلام کو ماننے کا اُن کا بھی دعویٰ ہے، تمہارا بھی ہے۔ ایمان کے جتنے رُکن ہیں، جس طرح ایک احمدی اُن پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتا ہے، دوسرے بھی منہ سے یہی دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ یہاں تک ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ایک طبقہ حضرت عیسیٰ کی وفات پر یقین کرنے لگ گیا ہے۔ پھر خونی مہدی کا جو نظریہ تھا کہ مہدی آئے گا اور قتل کرے گا اور اصلاح کرے گا، اُس کے بارے میں بھی نظریات بدل گئے ہیں۔ گزشتہ جمعہ سے پہلا جمعہ جو گزرا ہے، جس میں مَیں نے صحابہ کے واقعات سنائے تھے۔ اُن میں ایک صحابی نے جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے پوچھا کہ آپ نے خونی مہدی کا انکار کیا ہے اور لوگوں کو آپ کچھ کہتے ہیں، ویسے سنا ہے انکار کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہ کہتے ہیں کہ خونی مہدی کوئی نہیں آئے گا تو اس پر آپ اعتراض کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ جاؤ، تم نے مرزا صاحب کی بیعت کرنی ہے تو کرو۔ اس چکر میں نہ پڑو۔ جو میرا نظریہ تھا یا ہے۔ تو وہ ڈھٹائی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چپ کھڑے ہوں گے تو یہی کہیں گے کہ خونی مہدی نے بھی آنا ہے اور مسیح نے بھی آنا ہے لیکن ویسے کئی ایسے ہیں جن کے نظریات بدل چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے مسلمانوں میں بعض عقائد میں بھی درستی پیدا ہوئی ہے بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آج سے چھہتر سال پہلے اعتقادی اور عملی اصلاح کے موضوع پر، ایک خطبہ میں نہیں بلکہ اس موضوع پر خطبات کا ایک سلسلہ جاری کیا جس میں کئی خطبے تھے۔ اُن میں آپ نے یہاں تک فرمایا کہ ہندوستان میں پڑھے لکھے لوگوں میں سے شاید دس میں سے ایک بھی نہ ملے جو حیاتِ مسیح کا قائل ہو۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 317 خطبہ جمعہ 22 مئی 1936)

اسی طرح قرآنِ کریم کی آیات کی منسوخی کا جہاں تک سوال ہے عموماً اب اس میں ناسخ ومنسوخ کا ذکر نہیں کیا جاتا، وہ شدت نہیں پائی جاتی جو پہلے تھی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 318 خطبہ جمعہ 22 مئی 1936)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد بعض عقائد پر دوسرے مسلمان جو بڑی شدت رکھتے تھے، وہ بھی اب دفاعی حالت میں آگئے ہیں، وہ شدت کم ہوگئی ہے، یا مانتے ہیں یا خاموش ہوجاتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 329 خطبہ جمعہ 29 مئی 1936)

اور یہی بات آج تک بھی ہے۔ بلکہ اب تو بعض علماء اور سکالر جن میں عرب بھی شامل ہیں، جہادی تنظیموں اور شدت پسندوں کے نظریہ جہاد کے خلاف کہنے لگ گئے ہیں۔ بلکہ جہاد کے بارے میں ہی کہنے لگ گئے ہیں کہ آجکل کا یہ جہاد جو ہے یہ غلط ہے۔ پس جن کو وہ اپنے بنیادی عقائد کہتے تھے، اُن نظریات میں تبدیلی، اُن عقائد میں تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد آئی ہے اور ان میں جو پڑھے لکھے لوگ کہلاتے ہیں، جن کا دنیا سے واسطہ بھی ہے، رابطہ بھی ہے، وہ یہ کہنے لگ گئے ہیں، مثلاً جہاد وغیرہ کے بارے میں کہ یہ غلط ہے۔ یہ تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اور آپ کی جہاد کی صحیح تعریف کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ چاہے وہ احمدیت کو مانیں یا نہ مانیں۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کے جہاں تک عقائد کا سوال ہے، اس کو غیروں میں سے بھی ایک بڑا طبقہ جو ہے وہ ماننے پر مجبور ہے۔ اب آجا کے زیادہ بحث اس بات پر ٹھہر گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام نبی کا ہے یا نہیں ہے؟ یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن طے ہوجائے گا۔ اسی طرح جو ہمارا عمومی مؤقف ہے، تعلیم ہے، عقائد ہیں اُس کو سمجھنا نہیں چاہتے اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اُن کے پاس دلیل بھی کوئی نہیں ہے۔ ہمارے عقائد کے تعلق میں بحث پر جب لاجواب ہوجاتے ہیں تو مار دھاڑ اور قتل و غارت پر آجاتے ہیں اور یہی کچھ آجکل اکثر مسلمان فرقوں کی طرف سے احمدیت کے خلاف ہو رہا ہے اور خاص طور پر پاکستان میں یا بعض جگہ ہندوستان میں۔ اور یہ پھر اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے پاس ہمارے عقائد کو غلط ثابت کرنے کے لئے نہ ہی کوئی قرآنی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی عقلی دلیل ہے۔ جب گھیرے جاتے ہیں، قابو میں آجاتے ہیں تو مار دھاڑ پر اتر آتے ہیں۔

پس عقیدے کے لحاظ سے دلائل و براہین کی رو سے احمدی اُس مقام پر ہیں جہاں اُن کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ جو کم علم احمدی ہیں اُن کو بھی چاہئے کہ اپنے علم میں اس لحاظ سے پختگی پیدا کریں۔ آجکل تو ایم ٹی اے پر بعض پروگرام مثلاً راہِ ہدیٰ وغیرہ اسی لئے دیئے جارہے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ سیکھیں اور کسی قسم کے احساسِ کمزوری اور کمتری کا شکار نہ ہوں، اُس میں مبتلا نہ ہوں۔ بہرحال جماعت احمدیہ کی اکثریت بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ سب ہی اپنے عقیدے میں پختہ ہیں۔ اگر کوئی کمزور بھی ہے تو وہ یاد رکھے کہ جو عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے، وہی حقیقی اسلام ہے اور غیروں میں اس کو کسی بھی دلیل کے ساتھ رَدّ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ پس چند ایک جو کمزور ہیں وہ بھی اپنے اندر مضبوطی پیدا کریں۔ کسی قسم کی کمزوری دکھانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیدے اور علمی لحاظ سے ہمیں نہایت ٹھوس اور مدلّل لٹریچر عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح عملی باتوں کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دلائی ہے۔

جہاں تک عقیدے اور علمی لٹریچر کا تعلق ہے جس کا اثر جیسا کہ مَیں نے کہا احمدی نہ ہونے کے باوجود بھی غیروں پر ہے لیکن صرف عقیدے کی اصلاح کافی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اعمال کی اصلاح کے لئے بھی آئے تھے۔ جب تک ہمارے عمل کی بھی اصلاح نہ ہو اُس وقت تک عقیدے

کی اصلاح کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ عمل ہی ہے جو پھر غیروں کو اس طرف مائل کرتا ہے کہ وہ جماعت میں بھی شامل ہوں، ہماری باتیں بھی سنیں، یا کم از کم خاموش رہیں۔ نیک عمل اور پاک تبدیلیاں ایک خاموش تبلیغ ہیں۔ بعض قریب آئے ہوئے اور بیعت کے لئے تیار صرف اس لئے دور ہو جاتے ہیں کہ کسی احمدی کا عمل اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث بن گیا۔

پس اس زمانے میں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے دُور ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے عقیدے کے ساتھ اپنے اعمال کی حفاظت کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور شدت سے ضرورت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے تو ہم یقیناً جنگ جیتے ہوئے ہیں لیکن اگر عقیدے کے مطابق عمل نہ ہوں اور جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق نہ چلیں، اُس کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش نہ ہو تو آہستہ آہستہ صرف نام رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کی اکثریت میں ہم دیکھتے ہیں کہ غلط قسم کے کاموں میں ملوث ہیں۔ نمازوں کی اگر پڑھتے بھی ہیں تو صرف خانہ پری ہے۔ اکثریت تو ایسی ہے جس کو نمازوں کی پرواہ بھی نہیں ہے۔ جھوٹ عام ہے۔ اب تو بے حیائی بھی بلا جھجک اور کھلے عام ہے۔ گزشتہ دنوں ایک غیر از جماعت دوست ملے۔ کہنے لگے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شدت پسند اور اسلام کے دعویدار جو مختلف جگہوں پر اسلام کی غیرت کے نام پر حملے کرتے ہیں اور اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں۔ سکولوں پر حملے کرتے ہیں، معصوم عورتوں اور بچوں کو مار رہے ہیں لیکن کہتے ہیں میں پاکستان گیا تو میں نے دیکھا کہ اسلام آباد میں ایک مین روڈ کے اوپر ہی سڑک پر ایک شراب کشید کرنے کی فیکٹری تھی، Brewery جسے کہتے ہیں، اُس پر کبھی ان شدت پسندوں نے حملہ نہیں کیا۔ حالانکہ وہ کھلے عام ہے۔ اسی طرح کہنے لگے ٹی وی چینل ہیں، ننگے اور بیہودہ پروگرام پاکستان میں بھی آتے ہیں اور مسلمان چینلوں میں بھی آتے ہیں، ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھاتا یا اُن پر حملہ نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ اسلام پسندوں کی عملی حالت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جہاں تک شراب کا تعلق ہے، شراب کشید کرنے والوں، رکھنے والوں، بیچنے والوں، پلانے والوں، پینے والوں، ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الاشربة باب العنب یعصر للخمر حدیث 3674)

یہ لعنت تو ان لوگوں کو برداشت ہے کہ وہاں شراب کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں لیکن احمدی کا کلمہ پڑھنا ان کو کبھی برداشت نہیں ہو سکتا۔

بہر حال مَیں کہہ رہا تھا کہ جو معاشرہ ہے ہم بھی اس معاشرے میں رہتے ہیں اور اس کا اثر ہم پر بھی پڑ سکتا ہے۔ ہمیں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعثت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے تبھی ہم احتیاط کے تقاضے پورے کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر بڑوں کو بچوں اور نوجوانوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور نوجوانوں کو خود بھی محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ آجکل تو دشمن گھروں میں گھس کر اخلاق سوز حرکتیں کر کے ہر ایک کے اعمال کو خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ٹی وی چینلز نے اخلاقیات اور نیک اعمال کے زاویے ہی بگاڑ دیئے ہیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ ہے اور دوسری چیزیں ہیں، ان کے خلاف اگر ہم نے مل کر جہاد نہ کیا تو اعمال کی اصلاح تو ایک طرف رہی، شیطانی اعمال کی جھولی میں ہم گر جائیں گے اور اس سے بچنے کے لئے پھر کوئی اور راستہ نہیں، سوائے اس کے کہ ہم خاص طور پر جیسا کہ مَیں نے کہا جہاد کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے مدد لیں۔ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی مدد بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہو گا تبھی ہم بچ سکتے ہیں۔ صرف اتنا کہنا کافی نہیں ہے کہ میں ایک خدا پر یقین رکھتا ہوں، بلکہ ایک خدا سے تعلق پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ان شیطانی حملوں سے بچا جا سکے جو ہمارے گھروں کے کمروں تک پہنچ چکے ہیں۔ ورنہ ان برائیوں اور ان بیماریوں سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں ایک بزرگ کا شاگرد تھا، اُس نے جب تعلیم مکمل کی اور واپس جانے لگا تو بزرگ نے اُس شاگرد سے پوچھا کہ کیا جس ملک میں تم جا رہے ہو، وہاں شیطان بھی ہوتا ہے؟ تو شاگرد نے حیران ہو کر کہا کہ شیطان کہاں نہیں ہوتا؟ شیطان تو ہر جگہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم نے مجھ سے دین کے بارے میں، اخلاقیات کے بارے میں سیکھا ہے، پڑھا ہے، اگر اس پر عمل کرنے لگو اور شیطان حملہ کر دے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا مقابلہ کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر تمہاری توجہ دوسری طرف ہوا اور وہ پھر حملہ کر دے تو پھر کیا کرو گے؟ اُس نے کہا پھر مقابلہ کروں گا۔ غرض دو تین دفعہ انہوں نے اس طرح ہی پوچھا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اگر تم اپنے کسی دوست کے پاس جاؤ اور اُس کے دروازے پر کُتّا بیٹھا ہوا اور وہ تمہیں پکڑ لے، تم پر حملہ کرے اور کاٹنے لگے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا میں اُس کو ڈرا کے دوڑانے کی کوشش کروں گا۔ پھر حملہ کرے تو پھر یہی کروں گا۔ انہوں نے کہا اگر تم اسی طرح لگے رہے تو پھر دوست تک تو نہیں پہنچ سکتے۔ تو کیا کرو گے تم؟ اُس نے کہا کہ آخر مَیں دوست کو آواز دوں گا کہ آؤ اور اپنے کُتّے کو پکڑو۔ تو بزرگ کہنے لگے کہ شیطان بھی خدا تعالیٰ کا کُتّا ہے۔ اس کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ کو آواز دینی ہو گی۔ اُس کے در کو کھٹکھٹانا ہو گا۔ تبھی شیطان کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 331-330 خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 1936ء)

اپنے زعم میں نہ رہنا کہ اب علم بھی ہمیں حاصل ہو گیا اور اخلاقیات پر بھی ہم نے بڑا عبور حاصل کر لیا اور نیکی کا بھی ہمیں پتہ ہے۔ نمازیں بھی ہم جیسی تیسی پڑھ لیتے ہیں۔ اس زعم میں اگر رہو گے تو شیطان تم پر حملہ کرتا جائے گا اور تم اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

پس خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اُس کی عبادت کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی اس شیطان کے حملوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اُس کا قرب حاصل کرنے کے لئے صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا اور اپنے عقیدے کی درستگی کر لینا یہ کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنا ہو گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، اُس کے آگے جھکنا ہو گا۔ اُس کی عبادت خالص ہو کر کرنی ہو گی۔ جہاں عملی کوشش ہو، توبہ اور استغفار کی طرف توجہ ہو، وہاں ایک انتہائی ضروری چیز نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآنِ کریم میں نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔
(تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی بروسوی جلد 8 صفحہ 109 تفسیر سورۃ الزمر زیر آیت اللّٰہ نزل احسن الحدیث...... مطبوعہ بیروت ایڈیشن 2003) یعنی ایسی حالت ہے جب مومن خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور اُس سے باتیں کرتا ہے۔ پس اگر شیطان سے بچنا ہے، زمانے کی بیہودگیوں سے اور لغویات سے بچنا ہے تو اپنی نمازوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیاب مومنین کی یہی نشانی بتائی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:46) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یقیناً نماز، وہ نماز جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پڑھی جائے، یقینی طور پر بے حیائی اور بیہودہ باتوں سے روکتی ہے۔

پس شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنے کا ایک بڑا ذریعہ نماز ہے۔ آجکل کے لغویات سے پُر ماحول میں تو اس کی طرف اور زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں کی بھی نگرانی کی ضرورت ہے کہ اُنہیں بھی عادت پڑے کہ نمازیں پڑھیں۔ لیکن بچوں اور نوجوانوں کو کہنے سے پہلے بڑوں کو اپنا محاسبہ بھی کرنا ہو گا، اپنے آپ کو بھی دیکھنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے جب وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (البقرۃ:4) کہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی ہو، اس طرف توجہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ موسم بدلنے کے ساتھ جب وقت پیچھے جاتا ہے، راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں تو فجر میں حاضری کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ابھی پورا وقت پیچھے نہیں گیا تھا، پانچ بجے تک ہی نماز آئی تھی تو فجر کی نماز پر حاضری کم ہونے لگ گئی تھی۔ اب پھر ایک گھنٹہ آگے وقت ہوا ہے تو حاضری کچھ بہتر ہوئی ہے یا جمعہ والے دن کچھ بہتر ہو جاتی ہے۔ ابھی تو وقت نے اور پیچھے جانا ہے۔ تو بڑوں کے لئے بھی اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر وقت کے پیچھے جانے سے پھر سستی شروع ہو جائے تو یہ تو ایک احمدی کے لئے صحیح نہیں ہے۔ اس لئے میں پہلے توجہ دلا رہا ہوں کہ وقت کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضری میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ عہدیدار خاص طور پر نمازوں کی باجماعت ادائیگی میں اگر سستی نہ دکھائیں کیونکہ ان کی طرف سے بھی بہت سستی ہوتی ہے، اگر وہی اپنی حاضری درست کر لیں اور ہر سطح کے اور ہر تنظیم کے عہدیدار مسجد میں حاضر ہونا شروع ہو جائیں تو مسجدوں کی رونقیں بڑھ جائیں گی اور بچوں اور نوجوانوں پر بھی اس کا اثر ہو گا، اُن کی بھی توجہ پیدا ہو گی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کا رتبہ کسی عہدے کی وجہ سے نہیں ہے۔ دنیا کے سامنے تو بیشک کوئی عہدیدار ہو گا، اور اُس کا رتبہ بھی ہو گا لیکن اصل چیز خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ہے اور وہ اس ذریعے سے حاصل ہو گا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز معراج ہے۔ اس معراج کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

پس پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے زیرِ اثر بچوں، نوجوانوں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ہماری کامیابی اُسی وقت حقیقت کا روپ دھارے گی جب ہر طرف سے آوازیں آئیں گی کہ نماز کے قیام کی کوشش کرو۔ ورنہ صرف یہ عقیدہ رکھنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے، یا قرآنِ کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے، یا تمام انبیاء معصوم ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی، تو اس سے ہماری کامیابیاں نہیں ہیں۔ ہماری کامیابیاں اپنی عملی حالتوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی۔ جس میں سب سے زیادہ اہم نماز کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ ورنہ ہمارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ شرک نہیں کروں گا۔ شرک تو کر لیا اگر اپنی نمازوں کی حفاظت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ نمازیں پڑھو۔ نمازوں کے لئے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آ ؤ۔ اگر نمازوں کی حفاظت نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز کی جگہ کوئی اور متبادل چیز تھی جس کو زیادہ اہمیت دی گئی تو یہ بھی شرکِ خفی ہے۔

پھر جن نیک اعمال کی طرف ہمیں خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے اس میں دوسروں کے حقوق بھی ہیں۔ دنیاوی لالچوں میں آ کر حقوق غصب کئے جاتے ہیں۔ اُس وقت انتہائی شرمندگی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے جب میرے پاس غیر از جماعت لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ آپ کے فلاں احمدی نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ مجھے میرا حق دلوایا جائے۔ تو یہ باتیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ تبلیغ میں بھی روک بنتی ہیں، بلکہ بعض نئے احمدیوں کے لئے بھی ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں ایک عرب احمدی نے لکھا کہ وہ جماعت چھوڑ رہے ہیں، جب وجہ پتہ کی تو پتہ چلا کہ بعض احمدیوں کے عمل سے دل برداشتہ ہو کر وہ یہ کہہ رہے تھے لیکن عقیدے کے لحاظ سے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ پس جہاں یہ اُن کی غلطی ہے کہ بعض احمدیوں کو دیکھ کر نظامِ جماعت سے دور ہٹ جائیں اور تعلق توڑ لیں، وہاں اُن احمدیوں کو بھی سوچنا چاہئے جن میں سے بعض عہدیدار بھی ہیں کہ کسی کی ٹھوکر کا باعث بن کر وہ کتنے بڑے گناہ سہیڑ رہے ہیں۔

ایک بات کی طرف خاص طور پر مَیں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشک مالی قربانی میں تو جماعت کے افراد بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لیکن مالی قربانی کا ایک پہلو زکوٰۃ ہے۔ اُس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر عورتوں کو جن کے پاس زیور وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے رقمیں ایک سال سے زیادہ پڑی رہتی ہیں۔ اس طرف ویسی توجہ نہیں ہے جو ایک احمدی کو ہونی چاہئے۔ ایک تعداد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ایسی ہے جو ایک ایک پائی کا حساب رکھ کر چندے بھی دیتی ہے اور زکوٰۃ بھی دیتی ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو چندوں کو کافی سمجھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یا سیکرٹریانِ مال جو ہیں اُن کو اس طرف توجہ نہیں دلاتے جس وجہ سے اُن کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

پھر عملی حالتوں کی تبدیلی میں ہر برائی جس کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے اُس کو چھوڑنا اور ہر نیکی جس کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے اس کا اختیار کرنا شامل ہے۔ پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنا ہوگا کہ قرآنِ کریم کے سات سو حکموں میں سے ایک حکم کی بھی نافرمانی نہ کرو۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26و28)

پس ہمیشہ ہمیں اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ بظاہر چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچنا ہے۔ شروع میں جو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس پڑھا ہے، اُس میں آپ نے یہی توجہ دلائی ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں میں مبتلا ہو کر یہ نہ سمجھو کہ یہ گناہ نہیں ہے۔ جو بظاہر کسی کو نظر نہیں آ رہے، اُن گناہوں کو اپنی عارفانہ خوردبین استعمال کر کے دیکھو، خود تلاش کرو، اپنے جائزے لو۔ پھر پتہ لگے گا کہ یہ حقیقت میں گناہ ہے۔ ریا کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ اب یہ اکثر کسی کو بھی نظر نہیں آئے گی۔ خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیا دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہوگا تو تبھی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں۔ اور جب یہ ہوگا تو پھر نہ ریا پیدا ہوگی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔

اسی طرح قرآنِ کریم میں رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ اس میں سب سے پہلے تو اپنے ماں باپ اور بیوی بچے ہیں۔ اسی طرح پھر آگے تعلق کے لحاظ سے۔ اس تعلق میں ایک بات کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ آجکل برداشت کی کمی مردوں اور عورتوں، دونوں میں بہت زیادہ ہے۔ حالانکہ برداشت اور صبر کی بھی خدا تعالیٰ نے بہت تلقین فرمائی ہے۔ اور اس کمی کی وجہ سے رشتے ٹوٹنے کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور کسی کو یہ خیال نہیں رہتا کہ جن کے بچے ہیں، اس کے نتیجے میں بچوں پر کیا اثر ہوگا۔ پس دونوں طرف سے تقویٰ میں کمی ہے اور عملی حالتوں کی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔

پھر ہر احمدی کو یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری سچائی دوسروں پر تب ظاہر ہوگی جب ہر معاملے میں ہمارے سے سچائی کا اظہار ہوگا۔ اگر ہمارے ذاتی معاملات میں اپنے مفادات میں ہمارے رویّے خودغرضانہ ہو جائیں تو بیعت میں آنے کے بعد جو عملی اصلاح کا عہد ہے، اُس کو ہم پورا کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ قرآنِ کریم تو کہتا ہے کہ اگر تمہیں سچائی اور انصاف کے لئے اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا اپنے قریبیوں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ لیکن عملاً ہمارے طریق اور عمل اس سے مختلف ہوں تو ہم کیا انقلاب لائیں گے۔ میں اکثر انصاف کے قیام کے لئے غیروں کو قرآنِ کریم کے اس حکم کا بھی حوالہ دیتا ہوں اور دعویٰ کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی صحیح اسلامی تعلیم پر چلنے والی ہے۔ لیکن اگر کسی غیر کے تجربے میں احمدی کے عمل اس سے مختلف ہیں تو اس پر اس بات کا کیا اثر ہوگا؟ ایسے احمدی احمدیت کی تبلیغ کے راستے میں روک ہیں۔ پس اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اپنے محاسبے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قرآنِ کریم کے بے شمار حکم ہیں۔ پس ہماری عملی اصلاح تب مکمل ہوگی جب ہم ہر لحاظ سے، ہر پہلو سے اپنے جائزے لیں، اپنی برائیوں کو دیکھیں۔ جب ہماری عملی اصلاح ہوگئی تب ہم سمجھ سکیں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ صرف ماننے سے، آپ کے تمام دعاوی پر یقین کرنے سے ایک حصے کو تو ہم ماننے والے ہو گئے لیکن ایک حصہ چھوڑ دیا جو نہایت اہم ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ انسان کو نہیں پتہ کہ چھوٹی نیکی اُس کے لئے کیا ہے اور بڑی نیکی کیا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ایک نیکی ایک کے لئے چھوٹی ہے اور دوسرے کے لئے بڑی، یا اس کی تعریف مختلف ہے۔ مثلاً ایک صحابی کے پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ بڑی نیکی کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بڑی نیکی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال حدیث نمبر 248)

پھر ایک اور موقع پر ایک دوسرے صحابی کے پوچھنے پر کہ بڑی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کی خدمت کرنا۔ (صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب فضل الصلاۃ لوقتها حدیث نمبر 527)

پھر ایک تیسرے موقع پر ایک تیسرے صحابی کے پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تہجد کی نماز ادا کرنا، تہجد کے نفل پڑھنا۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم حدیث نمبر 2756)

اس طرح آپؐ نے مختلف لوگوں کو بعض مختلف امور کی طرف توجہ دلائی۔ پس بڑی نیکی تین یا تین سے زیادہ تو نہیں ہو سکتیں اور بھی مختلف لوگوں کو اُن کی کمزوریوں کے مطابق توجہ دلائی ہوگی۔ بڑی نیکی تو ایک ہی ہونی چاہئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے بڑا کام اور نیکی وہ ہے جس کی کسی میں کمی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا یا بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اُس کے لئے دین کی خدمت بڑی نیکی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ یہ خدمت ذاتی مفاد کے لئے بھی کر رہا ہو یا نام و نمود کے لئے بھی کر رہا ہو۔ پس ایسے لوگ جن کے گھر والے اُن کے رویوں سے نالاں ہیں اور وہ عہدیدار بنے ہوئے ہیں، اُنہیں اپنی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے دین کی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے، ماں باپ اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص چندوں میں بہت اچھا ہے لیکن نمازوں میں سست ہے، نوافل میں سست ہے تو اُس کے لئے نمازیں اور نوافل نیکی ہیں۔ اسی طرح بہت سی نیکیاں ہیں جو ایک کے لئے معمولی ہیں دوسرے کے لئے بڑی ہیں۔ پس چھوٹی بڑی نیکیوں کی کوئی فہرست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی رِیا کی جو مثال دی ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہ مثلاً رِیا تو یہاں بھی اس سے یہی مراد ہے کہ بظاہر چھوٹا نظر آنے والا گناہ دراصل بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ نماز پڑھنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا ذریعہ ہے۔ دین کی معراج ہے لیکن دکھاوے کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں بلکہ الٹا دی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک انسان نمازی ہے لیکن دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہے تو یہ نماز نیکی نہیں ہے بلکہ بہتر ہوتا کہ وہ دوسروں کا حق ادا کرتا اور پھر نماز ادا کر کے نماز کا ثواب حاصل کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس مَیں نے پڑھا ہے جس میں آپ نے ارکانِ اسلام کا ذکر فرمایا۔ روزہ بھی ایک رکن ہے۔ مسلمان رمضان میں روزے کا اہتمام بھی بہت کرتے ہیں لیکن بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جو روزہ رکھ کر جھوٹ، فریب، گالی گلوچ، غیبت وغیرہ کرتے ہیں، ان سے کام لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ رکھ کر یہ سب کام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کا روزہ روزہ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور، والعمل به فی الصوم حدیث نمبر 1903) پس روزے کا ثواب بھی گیا۔ تو اصل چیز یہ ہے کہ ان اعمال کو اس طرح بجالایا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

پس انسانی زندگی کا ہر قدم بڑا پھونک پھونک کر اُٹھنا چاہئے جہاں خالص خدا تعالیٰ کی رضا مقدم ہو، جہاں عقیدے میں پختگی ہو وہاں اعمال کی بھی ایسی اصلاح ہو کہ دنیا کو نظر آ جائے کہ ایک احمدی اور دوسرے میں کیا فرق ہے؟ پس ہمیں اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ تمام قسم کی برائیوں سے بچنا ہے۔ تمام قسم کی نیکیوں کو اختیار کرنا ہے تا کہ عملی طور پر اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے چھوٹوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے نوجوانوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے نمونہ بنیں، اپنی عملی حالتوں میں ہر چھوٹا بڑا وہ معیار حاصل کرے کہ ہر قسم کی بدی اور برائی کا بیج ہم میں سے ہر ایک میں ختم ہو جائے، اُس کی جڑ ہی ختم ہو جائے۔ اگر افرادِ جماعت میں سے ہر ایک نے اپنی مکمل اصلاح کی کوشش نہ کی تو جماعت میں ہر وقت کسی نہ کسی قسم کی برائی کا بیج موجود رہے گا اور موقع ملتے ہی وہ پھلنے پھولنے لگ جائے گا، پھوٹنے لگ جائے گا۔ پس ہر قسم کی برائیوں کی جڑوں کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر سے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم ہر قسم کی برائیوں کو جماعت میں سے ختم کر کے عملی اصلاح کی حقیقی تصویر بن سکتے ہیں اور تب پھر اللہ تعالیٰ ہمیں فتوحات کے نظارے دکھائے گا۔ تبھی ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب ہم پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

حرم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔‘‘

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد15 صفحہ 275)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری بیوی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا جو الٰہی بشارات کے مطابق آپ کے عقد میں آئیں۔ حضور علیہ السلام کو اس شادی سے تین برس قبل یہ الہام ہوا تھا اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ خَدِیْجَتِیْ ’’(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 666 حاشیہ) یعنی میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ دیکھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس الہام کے متعلق فرماتے ہیں:

’’پیشگوئی نمبر 26۔

82،1880ء اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَئَیْتَ خَدِیْجَتِی ۔ براہین احمدیہ صفحہ 558۔ ترجمہ۔ میرا شکر کر کہ تُو نے میری خدیجہ کو پایا۔ یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا......اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی اسی کے مطابق دوسرا الہام ہے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ یعنی وہ خدا جس نے باعتبار رشتہ دامادی اور باعتبار نسب تمہیں عزت بخشی۔‘‘

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد18 صفحہ 525-524)

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ دہلی کے ایک مشہور خاندان سادات کے روشن گوہر حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ننھیالی سلسلہ میں آپ کا تعلق حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا جن کا خاندان تقوٰی اور پرہیزگاری سے بخوبی آگاہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے جب آپ کے رشتہ کا پیغام بھجوایا تو اس کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’پہلے تو مَیں نے تأمل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر کچھ زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا مَیں دل سے خواہاں تھا، مَیں نے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اس نیک مرد سے اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کر دوں۔ نیز مجھے دلی کے لوگ اور وہاں کے عادات و اطوار بالکل ناپسند تھے۔‘‘

(حیات ناصر صفحہ 7,8 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ)

حضرت اماں جان کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ المعروف نانی اماں صاحبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

’’جب حضرت صاحب نے حضرت میر صاحب کو اپنے لئے لکھا تو میر صاحب نے اس ڈر سے کہ مَیں بُرا مانوں گی مجھ سے ذکر نہ کیا، اس عرصہ میں اور بھی کئی جگہ سے پیغامات آئے مگر میری کسی جگہ تسلی نہ ہوئی......آخر ایک دن میر صاحب نے ایک لودھیانے کے باشندہ کے متعلق کہا کہ اس کی طرف سے بہت اصرار کی درخواست ہے اور یہ بھی وہ اچھا آدمی، اسے رشتہ دے دو۔ مَیں نے اس کی ذات وغیرہ بھی دریافت کی تو مجھے شرح صدر نہ ہوا اور مَیں نے انکار کیا اس پر میر صاحب نے کچھ ناراض ہو کر کہا کہ لڑکی اٹھارہ سال کی ہوگئی ہے کیا ساری عمر اسے یونہی بٹھا چھوڑو گے؟ مَیں نے جواب دیا کہ ان لوگوں سے تو پھر غلام احمد ہی ہزار درجہ اچھا ہے۔ میر صاحب نے جھٹ ایک خط نکال کر سامنے رکھ دیا کہ لو پھر مرزا غلام احمد کا بھی خط آیا ہے، جو کچھ بھی ہو ہمیں اب جلد فیصلہ کرنا چاہیے۔ مَیں نے کہا اچھا، پھر غلام احمد کو لکھ دو۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 110-111 مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

اس پر حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اسی وقت قلم دوات لے کر منظوری کی اطلاع دے دی۔ حضرت میر صاحب کا خط موصول ہونے کے آٹھ دن بعد حضرت اقدس اپنے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب، لالہ ملاوامل اور ایک دو اور آدمیوں کو ساتھ لے کر دہلی پہنچ گئے۔ حضرت اقدس اپنے ساتھ کوئی زیور اور کپڑا نہیں لے گئے تھے، صرف اڑھائی سو روپیہ نقد تھا اس پر بھی رشتہ داروں نے طعن کیا کہ اچھا نکاح کیا ہے نہ کوئی زیور ہے نہ کپڑا۔ (حیات احمد جلد دوم نمبر سوم صفحہ 96 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب)

الغرض 17 نومبر 1884ء کو گیارہ سو روپیہ حق مہر پر اس مبارک نکاح کا اعلان مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے کیا۔ دوسرے دن حضرت اقدس علیہ السلام عازمِ قادیان ہوئے۔

آپؓ کے بطن سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1۔صاحبزادی عصمت (ولادت 15 اپریل 1886۔وفات جولائی 1891ء)

2۔بشیر اول (ولادت 7 اگست 1887۔وفات 4 نومبر 1888ء)

3۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (ولادت 12 جنوری 1889ء۔ وفات 7 اور 8 نومبر کی درمیانی شب 1965ء)

4۔صاحبزادی شوکت صاحبہ (ولادت 1891ء۔ وفات 1892ء)

5۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے (ولادت 20 اپریل 1893ء۔وفات 2 ستمبر 1963ء)

6۔حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ (ولادت 24 مئی 1895ء۔وفات 26 دسمبر 1961ء)

7۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ (ولادت 2 مارچ 1897ء-وفات 23 مئی 1977ء)

8 ۔حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (ولادت 14 جون 1899ء۔وفات 16 ستمبر 1907ء)

9۔صاحبزادی سیدہ امۃ النصیر صاحبہ (ولادت 28 جنوری 1903۔وفات 3 دسمبر 1903ء)

10 ۔حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ (ولادت 25 جون 1904ء۔وفات 6 مئی 1987ء)

آپ کا ہر بچہ قبل از وقت الہامی اطلاع اور بھاری آسمانی بشارتوں کے ماتحت پیدا ہوا، اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان کو شعائر اللہ یقین کرتے تھے اور ان کی دلداری کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ اس کے باوجود پہلی بیوی سے حسن سلوک میں کبھی فرق نہیں آنے دیا اور انہیں اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔

حضرت اماں جان کی سیرت پر متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں جن سے آپ کے تفصیلی حالات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں سلسلہ احمدیہ کے مختلف لٹریچر سے آپ کی سیرت کے چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں:

ترکِ رضاءِ خویش پہ مرضیٔ خدا

حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت و پاکیزہ صحبت کا شرف پانے کے لیے جو عورتیں قادیان حاضر ہوتیں ان کی تعلیم و تربیت میں حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا بھی بہت بڑا کردار تھا جنہیں مشیت الٰہی نے اپنے مسیحا کے لیے چن لیا تھا اور جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجیت میں آنے کے بعد ان کی تربیت کے نتیجے میں دینداری اور تقویٰ کے زیور سے اپنے آپ کو مزین کر لیا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خواب میں مَیں نے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ مَیں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اس پر مَیں نے ان کو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حُسن چڑھا ہے۔‘‘ (تذکرہ صفحہ 597)

غرضیکہ حضور علیہ السلام نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے خود بھی گھر میں وعظ و نصیحت کی مجالس لگائیں اور پھر انھیں اپنی تربیت یافتہ زوجہ حضرت اماں جان کی صحبت میں بھی کچھ وقت گذارنے کی تلقین فرمائی۔ حضور علیہ السلام حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نام ایک مکتوب میں ان کی اہلیہ حضرت اماں جی صغریٰ بیگم صاحبہ کو قادیان لانے کے متعلق فرماتے ہیں:

’’......میرے نزدیک یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ اول آپ جموں میں پہنچنے کے بعد براہ راست لدھیانہ میں تشریف لے جائیں پھر اپنے گھر کے لوگوں کو ساتھ لے کر دو تین روز کے لئے قادیان میں ٹھیر جائیں، میرے گھر کے لوگوں کے خیالات موحدین کے ہیں ...... اس لئے آپ کے گھر کے لوگوں کی بشیر کی والدہ سے ملاقات منتج حسنات ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم و علمہ احکم‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر دوم صفحہ 69,70 مرتبہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب)

مالی قربانیاں

حضرت ملک نور خان صاحب ولد ملک فتح خان صاحب سکنہ سروالہ بعدہٗ کارکن دفتر بیت المال قادیان (بیعت 1899ء) فرماتے ہیں:

’’مسجد اقصٰی کی جس زمانہ میں پہلی دفعہ توسیع کی گئی ہے، صبح کی نماز کا وقت تھا ابھی اندھیرا ہی تھا کہ حضور نے ذکر فرمایا کہ مسجد کی توسیع ہونی چاہئے اور اس کے لئے چندہ کی تحریک کی جائے بعض دوستوں نے چندہ لکھوانا شروع کیا، پھر حضور نے فرمایا مَیں اندر سے بھی دریافت کر آؤں یہ کہہ کر حضور گھر میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد حضور واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ مَیں نے گھر میں ذکر کیا ہے انہوں نے (مراد حضرت اماں جان صاحبہ) اپنا زیور فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے چنانچہ بعد ازاں پھر اور دوستوں نے بھی وعدے کئے اور اس وقت قریب دو ہزار روپیہ چندوں کی فہرست تیار ہوگئی بعدہ میرے سامنے پہلی دفعہ مسجد اقصٰی کی توسیع ہوئی۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 8 صفحہ 116)

ایک مرتبہ ایک شخص کے اعتراض کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اماں جان کی مالی قربانیوں کے متعلق بیان فرمایا:

’’والدہ صاحبہ اپنے چندوں میں جہاں تک میرا تجربہ اور علم ہے اس نسبت کے لحاظ سے جو دوسرے مرد ادا کرتے ہیں میرے نزدیک بہت سے مردوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔‘‘

(الفضل 27 اپریل 1922ء صفحہ 7 کالم 1)

حضرت اقدسؑ کی آپ سے محبت

حضرت اقدس علیہ السلام نے جہاں اور پہلوؤں میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا ہے وہاں بیویوں سے حسن سلوک میں بھی ایک نہایت عظیم اور اثر انگیز نمونہ دکھلایا ہے۔ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام ایک مکتوب میں اپنی اس عادت مبارکہ کے متعلق تحریر فرمایا:

’’مَیں اس حدیث پر عمل کرنا علامتِ سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَھْلِہٖ یعنی تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ 83)

حضرت ملک غلام حسین صاحب رہتاسی یکے از 313 فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ حضرت اماں جان اس کنویں پر جو مرزا سلطان احمد صاحب کی حویلی کے اندر ہے رات کے 9 بجے گرمیوں کے موسم میں گئیں ان کی طبیعت چونکہ ہنس مکھ تھی آپ کے ہنسنے پر مرزا سلطان احمد صاحب کی بیوی جو فوت ہو چکی ہے، پوچھا نیچے کون ہنس رہا ہے (اس وقت میری بیوی بھی حضرت اماں جان کے ساتھ تھی) کسی نے کہا کہ دہلی والے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو گھر میں کنواں کیوں نہیں لگوا لیتیں۔ یہ بات سن کر حضرت اماں جان غمگین ہو کر واپس آگئیں پژمردہ خاطر تھیں۔ ہمارا مکان بھی حضرت صاحب کے متصل تھا، گرمی ہی کا موسم تھا، صحن میں ہی حضرت صاحب اور اماں جان تھے حضرت صاحب نے اماں جان سے فرمایا ’’محمود کی اماں کیا بات ہے؟‘‘ انہوں نے سارا قصہ کہہ سنایا، حضرت صاحب نے اسی وقت مجھے بلایا، فرمایا ’’جاؤ مرزا محمد اسمٰعیل کے پاس کہ دو چار پاڑ کھودنے والوں کو اسی وقت بلا لائے۔‘‘ چنانچہ رات کے دس بجے پاڑ کھودنے والے آگئے اور کام شروع کر دیا صبح تک 8۔9 فٹ کنواں کھود دیا۔ بعدہٗ ایک آدمی کو بٹالہ سے اینٹیں لانے کے لئے بھیج دیا کیونکہ ان دنوں قادیان میں اینٹیں نہ ملتی تھیں۔ ایک آدمی کو نہتہ متصل سری گوبندپور معماروں کے لئے روانہ کر دیا وہاں سے آدمی آگئے اور پندرہ روز میں کنواں بالکل تیار ہوگیا۔‘‘

(الحکم 28 اپریل 1935 صفحہ 4 کالم 2,3)

حضور علیہ السلام حضرت اماں جان کی فکر و پریشانی کو دُور کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے اور وقت سے پہلے اس کے ازالہ کے سامان کرتے، اس کے لیے طویل اور تکلیف دہ سفروں سے بھی پرہیز نہ فرماتے۔ 1887ء میں ایک مرتبہ حضرت اماں جانؓ کی والدہ ماجدہ کی بیماری کی خبر سن کر حضورؑ فوراً انبالہ روانہ ہو گئے، چنانچہ حضور علیہ السلام اپنے مخلص صحابی حضرت چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ یکے از 313 (وفات 11 جنوری 1909ء) کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

’’بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی۔ بعد سلام علیکم اس وقت میں انبالہ چھاؤنی کی طرف روانہ ہوتا ہوں کیونکہ میر ناصر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں، زندگی سے

نامیدی ہے، ان کی لڑکی کی اپنی والدہ سے ایسے وقت میں ملاقات ہو جانی چاہیے۔ سو مَیں آج لے کر اسی وقت روانہ ہوتا ہوں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

19؍جون 1887ء“

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ 41 مکتوب 70)

اسی طرح حضرت اماں جانؓ کے بیماری کے ایام میں حضور علیہ السلام بڑی توجہ اور محویت سے دعا، تیمارداری اور علاج فرماتے اور طبیعت کے اچھی طرح سنبھلنے تک آپ کا خیال رکھتے۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم 7 فروری 1904ء کی ڈائری میں لکھتے ہیں:

”حضرت اُمّ المومنین کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی۔ آپؑ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں! انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ دراصل مَیں تو اس لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعًا جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں، رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لے جایا کرتا تھا اور مَیں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ باہر کی ہوا کھاؤ۔ گھر کی چاردیواری کے اندر ہروقت رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے، جنگوں میں حضرت عائشہ ساتھ ہوتی تھیں۔

پردہ کے متعلق بڑی افراط وتفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 557,558)

حضرت اماں جان اور عیسائی مشنری عورتیں

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کو کسر صلیب کے لیے بھیجا تھا اور اس کام کی تکمیل کے لیے مضبوط دلائل اور قوی شواہد آپ کو عطا فرمائے تھے۔ حضور علیہ السلام کی تعلیم کے نتیجہ میں جہاں ہر احمدی عیسائی مذہب کے غلط عقائد کا بطلان کر رہا تھا وہاں حضرت اماں جانؓ بھی اس جہاد میں ناقابل شکست تھیں۔ حضرت شیخ فضل الٰہی صاحب کلانوری چٹھی رساں (بیعت 1893ء) بیان فرماتے ہیں:

”پادری وائٹ بریخٹ صاحب جو بٹالہ میں کرسچن مشن کے انچارج تھے، بٹالہ سے معہ دو لیڈیوں کے قادیان آئے چونکہ میری عیسائیوں کے ہاں بھی آمد و رفت تھی اور پادری صاحب موصوف سے بھی واقفیت تھی میری ان سے ملاقات ہوئی، پادری صاحب نے مجھ کو کہا یہ دونوں لیڈیاں عورتوں میں تبلیغ کرنا چاہتی ہیں ان کو چند گھروں میں لے جاؤ۔ مَیں نے ان دونوں عورتوں کو حضرت صاحب کے گھر میں بھیج دیا وہاں جب انہوں نے بات چیت کی تو اندر سے ایسے سوال کیے گئے جن سے ان کے مذہب کا مردہ ہونا ثابت ہوا اور ان کے سامنے زندہ اسلام پیش کیا گیا تو وہ جھنجھلا کر نکل آئیں اور باہر آکر مجھے ناراضگی کے لہجہ میں کہا کہ تم نے ہم کو کس گھر میں داخل کر دیا ہم تو خاکروبوں کے گھر میں جانا چاہتی ہیں چنانچہ مَیں نے ان کو خاکروبوں کے مکانات کا نشان دے دیا اور وہاں چلی گئیں۔“

(الحکم 14 مارچ 1935 صفحہ 3 کالم 1,2)

آپ کی شفقت

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا صرف نام کی ہی اماں جان نہ تھیں بلکہ آپ کا دل احباب جماعت کی محبت اور پیار سے پُر تھا، ہر ایک کی خوشی غمی میں شریک ہو کر ان کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی فرماتیں۔ سلسلہ کا لٹریچر آپ کے اس مادرانہ سلوک کے واقعات سے بھرا پڑا ہے، ذیل میں چند مثالیں دی جاتی ہیں:

حضرت قدرت اللہ سنوری صاحبؓ فرماتے ہیں:

”مَیں اپنی اہلیہ کے ساتھ قادیان آیا ہوا تھا ہم نے عبداللہ جلد ساز کے پاس ایک ہندو کا مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا جو کہ مسجد مبارک سے فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ہوگا۔ میرے گھر سے حاملہ تھیں اور ایام وضع قریب ہی تھے گرمی کا موسم تھا میں ظہر کی نماز کے لئے جانے لگا تو میری بیوی نے مجھے کہا کہ مجھے درد کی تکلیف ہے دعا کرنا۔ مَیں مسجد مبارک میں چھوٹے زینے سے اوپر چڑھا اور کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت اماں جان کو میری اطلاع دینا، اطلاع پر حضور اماں جان تشریف لائیں تو مَیں نے عرض کیا کہ حضور کی خادمہ نے درد کی وجہ سے مجھے دعا کے لئے کہا ہے آپ دعا فرمائیں، ہم وطن سے اکیلے آئے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا مَیں دعا کروں گی۔ مَیں مسجد میں داخل ہو گیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب مَیں گھر پہنچا تو میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ آپ نے حضرت اماں جان سے کیوں یہ عرض کی تھی۔ مَیں نے کہا کہ آپ کو کیسے علم ہو گیا مَیں نے تو انہیں دعا کے لئے کہا تھا، انہوں نے کہا کہ آپ نماز کے لئے چلے گئے معمولی درد تھا میری آنکھ لگ گئی، مَیں سو گئی تو دروازہ زور سے کھٹکنے کی وجہ سے میری آنکھ کھلی اور مَیں نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں حضرت اماں جان تشریف لائی ہوئی تھیں اور آپ نے فرمایا کہ ”کڑے تُو تے پئی سو رہی ایں اور قدرت اللہ نے مینوں بتایا کہ اوہنوں تکلیف اے دعا کرو۔“ مَیں نے کہا کہ خود ہو آؤں اور یہ فرما کر میرے ساتھ اندر تشریف لے آئے اور مجھے کہا کہ لیٹ جا، تیل کی شیشی لے کر آپ نے اپنے دست مبارک سے میرے پیٹ پر مالش کی...... پھر آپ تشریف لے گئے، ہفتے کے بعد اللہ تعالیٰ نے لڑکی (حمیدہ) عطا فرمائی اس دوران میں آپ نے ایک خادمہ حیمی دو تین بار بھیجی اور وہ آ کر پوچھتی تھی کہ ریمن اماں جان پوچھتے ہیں کہ تم نے کیا جنا ہے۔“

(سیرت احمد از حضرت قدرت اللہ سنوری صفحہ 282-281)

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ حضور کے ایک صحابی حضرت شیخ یوسف علی صاحبؓ یکے از 313 (وفات نومبر 1901ء) کے بیمار ہونے اور اس حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان کے اخلاق کریمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک روز بارہ بجے رات کے مرحوم کا اتفاقًا تنگ حال ہو گیا اور قضاء و قدر کے ماتحت موت کے آثار ہو کر جان کندن شروع ہو گئی...... میں سیدھا حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر گیا، اب ساڑھے بارہ بجے ہیں ادھر مریض کا تنگ حال ادھر مکان کے دروازے بند اور سب سوتے ہیں ...... مَیں نے ایک آواز بڑے زور سے گھبراہٹ میں دی تو پہلے جو بولے تو حضرت بولے کہ صاحبزادہ صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور سراج الحق ہے۔ فرمایا: اس وقت کیسے آئے ہیں؟

سراج نے عرض کیا کہ یوسف علی کی حالت غیر اور قریب الموت ہے اور جان کندن شروع ہے تمام جسم سرد اور نبض غیر منظّم کوئی صورت اچھی نہیں، زندگی سے قطعی مایوسی ہے۔

فرمایا شام تک تو ہم نے خبر منگائی اچھے تھے، اندر آؤ اور اندر ایک خادمہ سے فرمایا کہ جلدی دروازہ کھول دو ثواب ہوگا اور ایک لالٹین ساتھ لے جاؤ۔ خادمہ سے یہ کہنا کہ دروازہ کھول دو ثواب ہوگا ایسے پیارے لب ولہجہ سے فرمایا کہ میرے جیسے انسان کا کام نہیں کہ اس کا اندازہ کر سکے...... ادھر آپ کی یہ حالت ادھر حضرت اماں جان.... جاگ اٹھیں اور کہنے لگیں خیر ہے اس وقت پیر صاحب کیسے آئے؟ حضرت اقدس نے وہی حال بیان کیا تو حضرت قدسیٰ دست بدعا ہو گئیں اور کچھ نہیں بولیں یہ دوسرا نمونہ ہے حضرت اقدس کی قوت قدسیہ اور اثر صحبت کا، عمومًا عورتوں کی طبیعت نازک ہوتی ہے ایسی آرام اور چین اور خواب استراحت کی حالت میں اور پھر آدھی رات کو خفا ہو جانا یا زبان سے اضطراری اور نیند کے وقت کوئی کلمہ سخت نکل جانا کچھ بات نہیں لیکن اللہ اللہ وہ خلق، وہ رحم کہ سن کر دعا میں لگ جانا اور دل پر ذرہ بھی میل نہ آنا یہ آپ ہی کا کام تھا....“

(تذکرۃ المہدی صفحہ 95-92 از حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی)

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحبؓ آف بریلی حضرت اماں جان کے اخلاق فاضلہ کی ایک روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک بار مَیں اور منشی اروڑا صاحب قادیان آئے۔ مَیں چونکہ پان میں تمباکو کھایا کرتا تھا منشی صاحب نے حضرت امّ المومنین کو کہلا بھیجا کہ تین ٹکڑے پان کے درکار ہیں، انہوں نے اندر سے پان لگا کر بھیج دیئے تھوڑی دیر بعد منشی صاحب نے پھر آدمی بھیجا کہ تین ٹکڑے اور بھیج دیں حضرت (اماں جان) نے فرمایا کہ یہی ایک پان تھا اس کے دو ٹکڑے بنا کر بھیجتی ہوں، تم کو تو ہم نے پان بھیج دیے مگر خود ہم نے لسوڑی کے پتے کھائے ہیں۔“

(الحکم 7 نومبر 1935 صفحہ 5 کالم 3)

قادیان میں جب مدرسۃ البنات کا آغاز ہوا تو جگہ کا مسئلہ درپیش تھا حضرت اماں جان نے وقتی طور پر اس جگہ کا انتظام کر دیا، چنانچہ اخبار الفضل لکھتا ہے:

”حضرت (اماں جان) نے کمال مہربانی سے اپنے دونوں جانب کے نچلے دالان گرلز سکول کے لئے مرحمت فرمائے ہوئے ہیں۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء“

(الفضل 8 اپریل 1914ء صفحہ 1 کالم 3)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ قادیان میں حضرت اماں جان کی طرف سے ایک ضیافت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب ہم پانی پت سے روانہ ہو کر قادیان مقدس پہنچے تو عرفانی صاحبؓ تو اپنے گھر چلے گئے اور خاکسار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان خانہ میں ٹھہرا۔ حضرت مقدسہ مطہرہ اُم المومنین (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا و ارضاھا بِدَرَجاتِھا الرفیعۃ فی الجنّۃ العالیۃ العلیۃ) نے فرمایا کہ مولوی راجیکی صاحب کی پہلی ضیافت میرے ہاں تیار ہوگی۔

مَیں چونکہ بوجہ دُبل زیادہ چل پھر نہ سکتا تھا اس لئے حضرت ام المومنینؓ نے کھانا تیار کر کے مہمان خانہ میں بھجوا دیا، کبوتر کا گوشت اور سات کے قریب چھوٹی چھوٹی چپاتیاں تھیں۔ میرے لیے ویسے تو دو چپاتیاں ہی کافی تھیں لیکن مَیں نے اس خیال سے کہ حضرت ممدوحہ کے ہاتھ سے تیار شدہ کھانا میرے لئے باعثِ شفا ہوگا، یہ سب کھانا کھا لیا چنانچہ ہر لقمہ میرے لئے برکت کا باعث بنتا گیا اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ اس سے میری طبیعت پر اچھا اثر پڑ رہا ہے۔“

(حیات قدسی جلد چہارم صفحہ 98)

حضرت استانی سکینۃ النساء بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں:

”مَیں نے حضور کے گھر میں کوئی نمائشی بات، اعلیٰ قسم کے دنیاوی عیش و عشرت کے سامان نہیں دیکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں کوئی عیش وعشرت کا سامان نہیں دیکھا۔ مَیں نے سنا ہوا تھا کہ حضرت صاحب کی بیوی کی سونے کی پازیب ہے اور وہ پیرس کی واسکٹ پہنتی ہیں مگر غلط، دو سال میں مَیں نے ایک دن بھی حضرت امّ المومنین کو ایسے زیور پہنے نہیں دیکھا، نمائشی کپڑا پہنے نہیں دیکھا، وہ بہت سادگی پسند ہیں۔ ان کے مزاج میں بہت کچھ رنگ مسیح موعود علیہ السلام کا ہے، وہ غریبوں کی امداد زکوٰۃ خیرات دینے میں قابل رشک ہیں، میں نے کئی دفعہ دیکھ کر بے اختیار سبحان اللہ پڑھا کہ دور دور سے فقیرنیاں مثلاً کوئی ملتان کی سیّدانی زلفیں گلے میں ڈالے یا کوئی زیارت اُٹھانے والی آئی، حضرت اُمّ المومنین نے اُسے چپ چاپ روپیہ دے کر رخصت کیا، یہ بھی نہیں کہا کہ لے، چپ چاپ اس کی مُٹھی میں دے دیا اور خود وہاں سے آگے پیچھے ہو گئیں، اس کی خوشامدانہ دعاؤں کو سُنا نہیں۔ اور وہ غریبوں کی امداد ایسے استقلال سے کرتی ہیں کہ میں نے ایسی مثالیں خاص کر عورتوں میں کم دیکھی ہیں، ہمارے ہی مکان کے نیچے ایک غریب اندھا بوڑھا رہتا ہے، مَیں دیکھتی ہوں بارش ہو یا آندھی دونوں وقت برابر اُسے روٹی خود پہنچانے کا انتظام کرتی ہیں۔ اسی طرح کئی غرباء کی پرورش کرتی ہیں۔ عورتوں کو مردوں کی تابعداری کرنے کی ایسی نصائح کرتی ہیں کہ نظیر ملنی مشکل ہے۔ مَیں نے ان کے گھروں میں کوئی جائیداد جو نمائش اور دنیاوی زندگی کی فضول ہو نہیں دیکھی مگر سوائے ضروریات زندگی کے۔ وہ نماز کو ایسی سنوار کر پڑھتی ہیں کہ قابل رشک اور ان کی خوئیں شریفانہ اور مومنانہ ہیں، ان کا اپنی بہوؤں سے ایسا عمدہ اور قابل تقلید و پیروی سلوک ہے کہ بیٹیوں سے ایسا کم دیکھنے میں آیا ہے اور سب سے ایسا ہی ہے۔“

(اخبار ”بدر“ 23 نومبر 1911ء صفحہ 10 کالم 1)

قبولیت دعا

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضور علیہ السلام کو جو نشانات عطا فرمائے ہیں ان میں ایک بہت بڑا نشان قبولیت دعا کا بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری دنیا کو خبر دی کہ وہ کلیم خدا آج بھی اسی طرح سنتا اور جواب دیتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا ہاں اس کے لیے اُس کے در پر بار بار آنا شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے اس خوشخبری کو عملی طور پر لاکھوں دفعہ پورے ہوتے دیکھا ہے۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا بھی قبولیت دعا اور الہام الٰہی کے مرتبے سے مشرف تھیں، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”......اس وقت میں نے گھر میں پوچھا کہ تم کو بھی کوئی خواب آیا ہے کیونکہ دیکھا ہے کہ میرے الہام کے ساتھ ان کو بھی کوئی مصدق خواب آجایا کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 412)

ایک اور مقام پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں مَیں کچھ اشعار لکھ رہا تھا اور گھر سے قریب ہی سوئے ہوئے تھے کہ اچانک وہ اُٹھے اور ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے ؎

صوفیا سب ہیچ ہے تیری طرح تیری تراہ

ہم نے اس الہامی مصرعہ کو بھی ان اشعار کے درمیان درج کر دیا ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 294)

آپ کی قبولیت دعا کے نشانات بھی احباب جماعت نے کثرت سے مشاہدہ کیے ہیں۔ حضرت منشی فیاض علی

صاحب یکے از 313 (وفات 16 اکتوبر 1935ء) حضرت اماں جان کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے لڑکے کو تعلیم کے زمانہ میں عارضہ ہو گیا تھا دفعۃً بے ہوش ہو کر ہاتھ اینٹھ جاتے، کپورتھلہ میں حکیم ڈاکٹروں کا بہت علاج کرایا اور جگہ جگہ لے جاتا رہا، جماعت کے لڑکے اس کی حالت کو دیکھ کر خوف کھاتے تھے، ڈاکٹر اور طبیبوں نے مرض مرگی تشخیص کیا لہذا مدرسہ سے حکماً علیحدہ کر دیا گیا۔ جب مَیں علاج کرنے سے تھک گیا تو لڑکے کو معہ اس کی والدہ کے قادیان میں حضرت مولانا حکیم نور الدین خلیفہ اولؓ کی خدمت میں علاج کے واسطے بھیج دیا حضور نے بھی مرض مرگی تجویز کی اور عرصہ تک اس کا علاج ہوتا رہا بلکہ فائدہ نہیں ہوا اور بالآخر مایوسی کے الفاظ میں کپورتھلہ واپس جانے کا حکم دے دیا، مایوسی کے الفاظ سن کر اس کی والدہ رونے لگی، ان کا قیام حضرت اماں جان کے پاس تھا لڑکے کی والدہ کو روتا دیکھ کر اماں جان نے فرمایا رونے کا کیا باعث ہے؟ انہوں نے مولانا ممدوح کی زبانی صحت یابی مرض سے مایوسی عرض کی حضرت اماں جان نے فرمایا ٹھہرو ہم دعا کریں گے، اسی وقت حضور نے وضو کیا اور جانماز بچھا کر سجدہ میں گر گئیں اور ایک گھنٹہ تک روتی رہیں جب سجدہ سے سر اٹھایا تو سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر تھا۔ رات ہوئی سو گئے خواب میں مسجد مبارک میں لڑکے کو دورہ ہوا حضرت مسیح موعود قدیمی کھڑکی کے راستے سے تشریف لائے اور دریافت کیا کہ لڑکے تیرا کیا حال ہے؟ لڑکے نے عرض کیا حضور میرا حال دیکھ رہے ہیں۔ حضرت اقدس نے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور زبان مبارک سے فرمایا رنج نہ کر اچھا ہو جاوے گا۔

مجھ کو یہ یقین کامل ہو گیا کہ حضرت اماں جان اور مسیح موعود کی صحت کے واسطے دعا قبول ہو چکی ہے خدا کوئی ایسی صورت پیدا کر دے گا جس سے بچہ صحت یاب ہو جاوے گا زمین و آسمان ٹل جاویں گے مگر حضرت مسیح موعود کی زبان سے جو بات نکل چکی ہے وہ پوری ہو کر رہے گی۔

اس کے بعد ہم قادیان سے کپورتھلہ آ گئے بازار یا رستہ میں جب لڑکے کو دورہ پڑتا اور اس حالت کو مخالف دیکھتے تو طنزیہ طور پر کہتے کہ مسیح موعود سے دعا کراؤ؟ مَیں جواب میں کہتا کہ اس کے واسطے دعا ہو چکی ہے خدا تعالیٰ کوئی سبب ایسا کر دے گا جس سے یہ بچہ صحتیاب ہو جاوے گا تو وہ میرے اس یقین کو سن کر حیران ہوتے تھے۔

دہلی لے گیا کچھ فائدہ نہ ہوا قصبہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں ایک مشہور طبیب تھے علاج کی غرض سے ان کے پاس لے گیا شام کے قریب بچہ کو دورہ ہوا طبیب نے اپنی آنکھ سے دیکھا بچہ کو بہت ہی تکلیف ہوئی، رات کو حکیم صاحب گھر چلے گئے میں اور بچہ سو گیا صبح کو حکیم صاحب کہنے لگے میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے درمیان میں سے جب میں اس کو کھولتا ہوں تو سرورق پر لکھا ہے کہ اس بچہ کو جو عارضہ ہے اس کا علاج تمر ہندی یعنی املی ہے چند سطر اس کتاب کی مَیں نے اور پڑھیں تو پھر تاکید سے لکھا ہے کہ سوائے املی کے اس مرض کا اور کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ طبیب نے مجھ سے کہا نہ تو میں مرض کو سمجھا ہوں اور نہ میں نے علاج کو سمجھا میں نے تو تم سے اپنا ایک خواب بیان کر دیا ہے۔

یہ خواب سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ خدا نے طبیب کو بذریعہ الہام یا سچے خواب کے مریض کی صحتیابی کے واسطے دعا بتا دی اور یہ مسیح موعود اور اماں جان کی دعا کی برکت کا باعث ہے۔

مَیں بچہ کو بغیر علاج کے گھر لے کر چلا آیا رات کو دو تولہ املی بھگو دی صبح کو مل چھان کر تھوڑی سی مصری ملا کر پلا دیا کرتا تھا ایک ہفتہ میں بچہ قطعی طور پر صحت یاب ہو گیا اس وقت وہ تندرست و توانا اور عالی مرتبہ پر ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔" (الحکم 28 اکتوبر 1934 صفحہ 4 کالم 2,3)

صبر و استقلال

اللہ تعالیٰ کی رضا پر صبر و شکر بھی حضرت اماں جان کا اعلیٰ وصف تھا، آپ کے پانچ بچوں نے صغر سنی میں وفات پائی لیکن آپ کی زبان سے کبھی ناشکری یا واویلا نہیں نکلا بلکہ ہمیشہ حدیث نبوی "اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلیٰ" کا عملی مظاہرہ کیا۔ اپنے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی کم سنی میں وفات پر آپ کا صبر اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا ذکر ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہے، آپ کے اس صبر اور حوصلے کو خود حضرت اقدس نے سراہا ہے، آپ کے اس نمونے کی خبر سن کر محترمہ صوفیہ حسن موسیٰ خان صاحبہ اہلیہ حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب آسٹریلیا نے جو ایک یورپین عورت تھیں مورخہ 2/دسمبر 1907ء کو حضرت اماں جان کے نام ایک خط میں لکھا:

"مَیں آپ کے اس صدمہ پر بہت غم محسوس کرتی ہوں، مَیں اس صدمۂ جانکاہ کے برداشت کرنے میں آپ کی جرأت اور خدا پر ایمان کو نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے اس صدمہ پر ایک آنسو بھی نہیں بہایا اور خدا کی مرضی کو بڑے استقلال کے ساتھ قبول کیا، آپ ایک بہادر عورت ہیں اور واقعہ میں اس بات کی مستحق ہیں کہ آپ کو ام المومنین کہا جائے، آپ بڑے سے بڑے درجہ کی جو کسی زمانہ میں بھی ہم عورتوں میں سے کسی نے تاریخ عالم میں حاصل کیا ہو حقدار ہیں کیونکہ آپ ایسی طاقت و ہمت رکھتی ہیں جس کا اظہار آپ کی پچھلی مصیبت کے وقت ہوا ہے۔

....میرا تین سالہ بچہ جو کہ 26/اکتوبر 1905ء کو اس دنیا سے گزر گیا...... یقین جانئے کہ مجھے آپ سے سچی ہمدردی ہے کیونکہ میں اس صدمۂ عظیم کا جو ایسے موقعہ پر ماں باپ کو محسوس ہوتا ہے تجربہ رکھتی ہوں، میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے اس صبر کا سواں (100) حصہ ہی حاصل ہوتا جو کہا جاتا ہے کہ آپ نے دکھایا۔

(الفضل 16 دسمبر 1916ء صفحہ 19)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بھی نہایت صبر، بلند حوصلہ، طلب نصرت الٰہی اور راضی برضاء الٰہی کا بہترین نمونہ دکھلایا، ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"...حضرت ام المومنین نے اس وقت وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے انسان حضرت اقدس کی قوت قدسی کا اندازہ اچھی طرح سے کر سکتا ہے۔ ہم سب چھ سات گھنٹے حضرت اقدس کی خدمت میں رہے، اُمّ المومنین برقعہ پہنے خدمت والا میں حاضر رہیں اور کبھی سجدہ میں گر جاتیں اور بار بار یہی کہتیں تھیں کہ اے حی و قیوم خدا! اے میرے پیارے خدا! اے قادر مطلق خدا! اے مُردوں کے زندہ کرنے والے خدا! تو ہماری مدد کر۔ اے واحد لاشریک خدا! اے خدا میرے گناہوں کو بخش میں گنہگار ہوں۔ اے میرے مولا! میری زندگی بھی تو ان کو دے دے، میری زندگی کس کام کی ہے یہ تو دین کی خدمت کرتا ہے، میری زندگی بھی اس کو دے۔ بار بار یہی الفاظ آپ کی زبان پر تھے، کسی قسم کی جزع فزع آپ نے نہیں فرمائی اور اخیر میں جب کہ انجام بہت قریب تھا آپ نے فرمایا: اے میرے پیارے خدا! یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں مگر تو ہمیں نہ چھوڑیو اور کئی بار یہ کہا اور جب اخیر میں یٰسین پڑھی گئی اور دم نکل گیا تو اندر مستورات نے رونا شروع کر دیا مگر آپ بالکل خاموش ہو گئیں اور ان عورتوں کو بڑے زور سے جھڑک دیا اور کہا کہ میرے تو خاوند تھے، جب مَیں نہیں روتی تم کون رونے والی ہو۔ ایسا صبر و استقلال کا نمونہ ایک ایسی پاک عورت سے جو کہ ایسے ناز و نعمت میں پلی ہوئی ہو اور جس کا ایسا بادشاہ اور ناز اٹھانے والا خاوند انتقال کر جائے، ایک اعجاز ہے۔"

(بدر 2 جون 1908ء صفحہ 4 کالم 3)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازے کو قادیان لے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مَیں سیدۃ النساء حضرت امّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رتھ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے اس مصیبت کی تکلیف اور درد و رنج کو ہلکا کرنے اور بٹانے کی نیت و کوشش اور اظہار ہمدردی، نیازمندی و عقیدت کے جذبات سے لبریز دل کے ساتھ پیدل چلا آ رہا تھا اور سیدہ طاہرہ بھی میری دلی کیفیات سے متاثر ہو کر گاہ گاہ دنیا کی ناپائیداری و بے ثباتی اور خدائے بزرگ و برتر کی بے نیازی کے تذکرے فرماتیں، دعا میں مشغول، خدا کی یاد اور اس کے ذکر میں مصروف چلی آ رہی تھیں۔ آپ کے صبر و شکر اور ضبط و کظم کا یہ عالم تھا کہ غمزدہ خادموں اور دردمند غلاموں کو بار بار محبت بھرے لہجہ میں نصیحت فرماتیں اور تسلی دیتی تھیں۔ سیدہ مقدسہ کا ایک فقرہ اور درد بھرا لہجہ اپنی بعض تاثیرات کے باعث کچھ ایسا میرے دل و دماغ میں سمایا کہ وہ کبھی بھولتا ہی نہیں اور ہمیشہ دل میں چٹکیاں لیتا رہتا ہے جو آپ نے اسی سفر میں نہر کے پل سے آگے نکل کر جب آپ کی نظر قادیان کی عمارتوں پر پڑی، اس سوز اور رقت سے فرمایا کہ میں پھوٹ پھوٹ کر رونے اور سسکیاں لینے لگا۔ آہ وہ فقرہ میرے اپنے لفظوں میں یہ تھا کہ:

"بھائی جی چوبیس برس ہوئے جب میری سواری ایک خوش نصیب دلہن اور سہاگن کی حیثیت میں اس سڑک سے گزر کر قادیان گئی تھی اور آج یہ دن ہے کہ میں افسردہ و غمزدہ بحالت بیوگی انہی راہوں سے قادیان جا رہی ہوں۔"

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 428)

خلافتِ حقّہ پر ایمان

حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا قدرت ثانیہ کی الٰہی بشارات کے مطابق آپ اس کے ظہور پر ایمان رکھتی تھیں چنانچہ جہاں دیگر افراد جماعت کے ذہنوں میں حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا نام خلافت کے انتخاب کے لیے جوش مار رہا تھا وہاں آپ کا دل بھی اسی نام پر متفق تھا۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ ظہورِ قدرت ثانیہ کے دن کا حال بیان کرتے ہوئے اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں:

"....پھر خواجہ کمال (الدین) صاحب جماعت کی طرف سے حضرت ام المومنینؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے کہا مَیں کسی کی محتاج نہیں اور نہ محتاج رہنا چاہتی ہوں جس پر قوم کا اطمینان ہے، اس کو خلیفہ کیا جائے اور حضرت مولانا کی سب کے دل میں عزت ہے وہی خلیفہ ہونا چاہئے۔"

(اصحاب احمد جلد دوم۔ از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

جب خلافت کا انتخاب عمل میں آ گیا تو خواتین میں سے آپ اوّل المبائعات تھیں چنانچہ اخبار بدر لکھتا ہے:

"مردوں کی طرح عورتوں نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی ہے اور سب سے اول بیعت کنندہ حضرت اُمّ المومنین بیوی صاحبہ تھیں۔"

(اخبار "بدر" 2 جون 1908ء صفحہ 7 کالم 1)

ظہور قدرتِ ثانیہ کے بعد آپ ساری زندگی اس نعمت الٰہی سے وابستہ رہیں اور خلیفہ وقت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے جون 1912ء میں احمدیہ بلڈنگ لاہور میں خلافت کے موضوع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

"... مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے... مَیں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ مَیں امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں کہ ان کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔ بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں.... مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر ایسا فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا کہ میرے متعلق انھیں کوئی وہم آتا ہو......"

(اخبار "بدر" 4,11 جولائی 1912ء بحوالہ حیات نور صفحہ 564 از عبدالقادر صاحب سوداگرمل)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ بھی حضرت اماں جان کا بے حد احترام کرتے، حضرت بابو عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر بیان کرتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جو پہلا جلسہ سالانہ قادیان میں ہوا تو حسب معمول مختلف شہروں اور دیہاتوں سے احمدی شرکت جلسہ کے لئے قادیان آئے۔ جب یہ خدام حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے تو حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ بیوی جی (یعنی حضرت اُمّ المومنین) کے ہاں گئے ہیں؟ جواب نفی میں پا کر حضور نے رنج کا اظہار فرمایا اور فرمایا پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہو اور پھر میرے پاس آؤ۔"

(یادرفتگان صفحہ 12 از حضرت عبدالحمید صاحب۔ نقوش پریس لاہور)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خلافت ثانیہ کے انتخاب پر بھی حضرت اماں جانؓ اولین مبائعین میں شامل تھیں۔

’’مَیں نے خدا کے سپرد کر دیا‘‘

1912ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بارادہ حج بیت اللہ و سیاحت مصر تشریف لے گئے تھے، اس وقت حضرت اماں جانؓ نے آپ کے نام ایک خط لکھا جس سے حضرت اماں جان کی مذہبی وابستگی اور دینی حمیت کا اندازہ ہوتا ہے، حضرت اماں جان تحریر فرماتی ہیں:

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

خط تمہارا پہنچا، سب حال معلوم ہوا۔ مولوی صاحب (مراد حضرت خلیفہ اولؓ) کا مشورہ ہے کہ پہلے حج کو چلے جاؤ اور میرا جواب یہ ہے کہ مَیں تو دین کی خدمت کے واسطے تم کو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دے چکی ہوں، اب میرا کوئی دعویٰ نہیں، وہ جو کسی دینی خدمت کو نہیں گئے بلکہ سیر کو گئے ان کو خطرہ تھا اور تم کو کوئی خطرہ نہیں۔ خداوند کریم اپنے خدمت گاروں کی آپ حفاظت کرے گا۔ مَیں نے خدا کے سپرد کر دیا، تم کو خدا کے سپرد کر دیا، خدا کے سپرد کر دیا۔ اور سب یہاں خیریت ہے۔

والدہ محمود احمد

4/اکتوبر 1912ء‘‘

(الفضل 20 نومبر 1917ء صفحہ 10)

وفات

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق بیان کرتی ہیں:

’’ایک دن آپؑ اور حضرت اماں جانؓ دونوں بستر پر نماز پڑھ رہے تھے ایک ہی پلنگ پر، جب آپ نے سلام پھیرا (دونوں نے بیک وقت سلام پھیرا تھا) تو حضرت اماں جان نے فرمایا مَیں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے آپ سے پہلے وفات دے دے (وفات کے الہامات ان آخری ایام میں پے در پے ہو رہے تھے اور حضرت اماں جان بہت دفعہ اداس اور بے حد مغموم ہو جاتی تھیں) آپ نے جواب میں فرمایا کہ ’’اور ہماری ہمیشہ دعا رہتی ہے کہ تم میرے بعد زندہ رہو۔‘‘

(الفضل 25 اکتوبر 1968ء صفحہ 4 کالم 1)

حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور حضورؑ کی وفات کے 44 سال بعد حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے 20 اپریل 1952ء کو ربوہ میں وفات پائی اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ کی وفات پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’اس سال احمدیت کی تاریخ کا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہوا ہے اور وہ ہے حضرت ام المومنین کی وفات۔ ان کا وجود ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان میں ایک زنجیر کی طرح تھا، اولاد کے ذریعے بھی ایک تعلق اور واسطہ ہوتا ہے مگر وہ اَور طرح کا ہوتا ہے، اولاد کو ہم ایک درخت کا پھول تو کہہ سکتے ہیں مگر اسے اس درخت کا اپنا حصہ نہیں کہا جا سکتا۔ پس حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ایک زندہ واسطہ تھیں اور یہ واسطہ ان کی وفات سے ختم ہو گیا۔ پھر حضرت امّ المومنینؓ کے وجود کی اہمیت عام حالات سے بھی زیادہ تھی کیونکہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ نے قبل از وقت بشارتیں اور خبریں دیں چنانچہ انجیل میں آنے والے مسیح کو آدم کہا گیا ہے، اس میں یہ بھی اشارہ تھا کہ جس رنگ میں حوّا آدم کی شریکِ کار تھیں اسی طرح مسیح موعودؑ کی بیوی بھی اس کی شریکِ کار ہوگی۔ پھر رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ آنے والا مسیح شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی، اب شادی تو ہر نبی کرتا ہے صاف ظاہر ہے کہ اس خبر میں یہی اشارہ تھا کہ اس کی بیوی کو یہ خصوصیت حاصل ہوگی کہ وہ اس کے کام میں اس کی شریک ہوگی۔ اسی طرح دِلّی میں ایک مشہور بزرگ خواجہ میر ناصر گزرے ہیں ان کے متعلق آتا ہے کہ ان کے پاس کشف میں حضرت امام حسنؓ تشریف لائے اور انھوں نے ایک روحانیت کی خلعت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تحفہ ایسا ہے جس میں تم مخصوص ہو، اس کی ابتداء تم سے کی جاتی ہے اور اس کا خاتمہ مہدی کے ظہور پر ہوگا۔ چنانچہ یہ کشف اس طرح پورا ہوا کہ آپ کی ہی اولاد میں سے حضرت اُمّ المومنینؓ کا وجود پیدا ہوا۔ یہ کشف خواجہ ناصر نذیر فراقؔ کے بیٹے خواجہ ناصر خلیق نے اپنی کتاب میخانۂ درد (صفحہ 25) میں درج کیا ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد پانزدہم صفحہ 103-102 طبع اول)

آپ کی وفات پر جماعت کی طرف سے اپنی محسنہ اور مشفقہ ماں کے ذکر خیر میں بے شمار مضامین و تحریرات شائع ہوئیں۔ اس موقع پر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے ایک عربی مرثیہ سے چند اشعار ذیل میں دیئے جاتے ہیں:

أیا یَوم الرحِیل و یَوم حسرات
بِأحزانِ القُلوبِ و سَیل عَبَراتٍ
و بعْدَ مسِیْحِنا یَوم الرَّزِیْئَۃِ
لِرِحْلَتِها أشَدُّ مِنَ الْمُصِیْبات
رَأیْنا مَنْظر الْافاقِ کَاللَّیل
و فِی أبْصَارِنا الدُّنْیا بِظُلُماتٍ
و نَعْلَم شأن اُم المؤمنینا
لَها مَجدٌ و عِنْد اللّٰہ دَرَجاتٌ
و سَمَّاھا خَدِیْجَۃ بِوَحْیٍ
و نِعْمتُہ لِمُرْسَلِہٖ کَبَرَکاتٍ
و لِلْغُرباءِ کَانَتْ مِثْلَ اُمٍّ
و لِلفُقراءِ مُسْعِفۃٌ بِحَاجاتٍ
وَ مُونِسَۃ الیَتامٰی و المساکین
و مُشفِقَۃ عَلیھم بالمواسات
لَھا شُغلٌ لَذِیْذٌ فِی دُعاء
لَھا خَیر المَشاغِلِ فِی العِبادات
لَھا فِی الدِّیْنِ سَعْی بعد سَعْیٍ
لَھا فِی اللّٰہ جُھدٌ عِندَ خِدمات
مُجاھِدَۃٌ و عَابِدۃٌ بِشَأن
و صابِرَۃٌ بِصَبْر کل حالات
أَرَتْ صَبْرًا بِسَمْع کُل سبّ
و تدْعُو لِلْعَدُوِّ دُعاء خَیرات
بِدَعْوَتِھا و نُصْرَتِھا العَظِیْمَۃ
لَقد وَجَدَتْ مِنَ اللّٰہ المُرادات
و نَدْعُو اللّٰہَ یُعْطِی مَا تَشَاءُ
و فِی الْجَنَّاتِ یَرْفَعھا بِدَرَجات

(حیات قدسی جلد پنجم صفحہ 136-134)

ترجمہ: (1) ہائے کرب ناک یومِ رحلت! جس سے دل غمناک اور اور آنسو سیلاب ہیں۔ (2) ہمارے پیارے مسیح پاکؑ کے بعد آج حضرت اماں جان کی رحلت کا دن ہمارے لیے تمام مصائب سے بڑھ کر المناک ہے۔ (3) ہمیں تو منظر آفاق پر شب کا گماں ہوتا ہے اور دنیا ہماری آنکھوں میں اندھیر ہوگئی ہے۔ (4) حضرت اماں جان کی شان و عظمت کو ہم جانتے ہیں بلا شبہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مرتبہ اور اعلیٰ درجات ہیں۔ (5) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ایک الہام میں ’’خدیجہ‘‘ رکھا ہے اور آپ کے وجود کو اپنے مرسَل کے لیے اپنی طرف سے عطا کردہ نعمت قرار دیا ہے جو بہت سی برکات کے مترادف ہے۔ (6) اور آپ غریبوں کے لیے مہربان ماں کی طرح تھیں اور فقیروں کی حاجات پوری کرنے والی تھیں۔ (7) اور یتیموں اور مسکینوں سے اُنس رکھنے والی اور ان سے شفقت اور ہمدردی کا سلوک کرنے والی تھیں۔ (8) آپ دعا میں لذت محسوس کرنے والی تھیں اور آپ کا پسندیدہ ترین مشغلہ عبادات ہی تھا۔ (9) دینی کاموں میں آپ مسلسل کوشاں رہیں اور آپ نے اللہ کی راہ میں خدمات بجا لانے میں نہایت درجہ جانفشانی سے کام لیا۔ (10) آپ ایک عظیم الشان مجاہدہ اور عابدہ خاتون تھیں اور ہر حال میں انتہائی صبر دکھانے والی تھیں۔ (11) آپ نے ہر قسم کی بدکلامی سننے پر بھی انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا اور پھر اپنے دشمنوں کی بھلائی کے لیے دعائیں کرتی تھیں۔ (12) اپنی عظیم دعاؤں اور دینی نصرت کی بدولت آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی تمام مرادیں پالیں۔ (13) ہم تو یہی دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کو وہ سب کچھ عطا فرمائے جو آپ چاہتی تھیں اور جنت میں بھی آپؓ کے درجات بلند کرے، آمین۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْھَا وَ ارْحَمْھَا وَ نَوِّرْ مَرْقَدَھَا
وَ اَدْخِلْ ھٰذِہِ النَّفْسَ الْمُطْمَئِنَّۃَ رَاضِیَۃً مَرْضِیَّۃً
فِیْ عِبَادِکَ وَ جَنَّتِکَ۔

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ 4

میں یوسیاہ کے بیٹے الیاقیم کا نام حذف کر دیا ہے جس کا ذکر 2 سلاطین باب 23 آیت 34 میں موجود ہے۔ گویا نیا عہد نامہ جو الہامی کتاب سمجھا جاتا ہے پرانے عہد نامہ سے جو الہامی کتاب یقین کیا جاتا ہے اختلاف کرتا ہے۔

The genealogy in Mt. differs considerably from..... in Luk 3:23-31 *(Peaks)*

متی اور لوقا کے نسب ناموں میں اختلافات کو مدنظر رکھ کر The Rev. J. R. Dummelow، جو جا بجا اپنے پختہ عیسائی ہونے کا اظہار کرتے ہیں، یہ کہنے پر مجبور ہوئے ہیں:۔

The genealogies are not inspired documents they are the work of Jewish pedigree makers who did their best to fill the gaps of records which were frequently fragmentary.

(*The Rev. J. R. Dummellow* زیر لفظ *Genealogy of Jesus*)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پادری ڈمیلو صاحب اور ان کے ہم نوا مسیحی کس طرح اس کتاب کو Holy اور خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں جبکہ اس میں ان لوگوں کا کلام بھی داخل ہے جو ان کے مخالف اور یہود سے تعلق رکھتے تھے۔

انجیل نویسوں نے جو یہ زور لگایا ہے کہ یسوع کو حضرت داؤدؑ کی نسل سے ثابت کریں اور اس کے لئے دو نسب نامے تراشے ہیں جو دونوں یسوع کے یا ان کی والدہ مریم کے نہیں بلکہ مریم کے خاوند یوسف کے ہیں اور یہ دونوں نسب نامے آپس میں ٹکراتے ہیں اور بظاہر بددیانتی ان میں یہ نظر آتی ہے کہ یہود کے باہمی اختلاف کی وجہ سے کہ مسیح داؤد کے کس بیٹے کی نسل سے ہوگا سلیمان کی نسل سے یا ناتن کی نسل سے دو انجیل نویسوں نے الگ الگ نسب نامے بنائے ہیں اور پھر یہ دونوں نسب نامے پرانے عہد نامے سے بھی اختلاف رکھتے ہیں۔ اس کوشش کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یسوع چونکہ داؤد کی نسل سے نہیں تھے اور یہود پرانے عہد نامہ کی پیشگوئیوں کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ وہ داؤد کی نسل سے ہوں گے اور یہود یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ یسوع ہرگز صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ داؤد کی نسل سے نہیں ہیں۔ چنانچہ متی کے باب 22 میں حضرت مسیح نے اس اعتراض کا جو جواب دیا ہے وہ درج ذیل ہے۔ لکھا ہے:

’’اور جب فریسی جمع ہوئے تو یسوع نے ان سے پوچھا کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا داؤد کا۔ اس نے ان سے کہا پس داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اسے خداوند کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا۔ میری دہنی طرف بیٹھ جب تک مَیں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ کر دوں۔

پس جب داؤد اس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا۔ اور کوئی اس کے جواب میں ایک حرف نہ کہہ سکا اور نہ اس دن سے پھر کسی نے اس سے سوال کرنے کی جرأت کی۔

(متی باب 22 آیت 41 تا 46)

اب دیکھئے کمال نئے عہد نامہ کا۔ حضرت مسیح کہتے ہیں کہ الہام کی رُو سے حضرت داؤد نے آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ بولا ہے اس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ مسیح داؤد کا بیٹا نہیں ہوگا۔ مگر انجیل نویس یسوع کو داؤد کا بیٹا قرار دینے کے لئے نسب نامے تراشتے ہیں جو آپس میں نہ صرف مختلف ہیں بلکہ اندرونی تضاد بھی رکھتے ہیں۔ پرانے عہد نامہ سے بھی (جو خدا کا کلام ہے) تضاد رکھتے ہیں۔ اور پھر ان دونوں سے ثابت بھی نہیں ہوتا کہ یسوع ابن داؤد ہے کیونکہ دونوں نسب نامے یوسف کے ہیں جو یسوع کے باپ نہیں تھے۔ اور یہ مضمون مرقس کے باب 12 اور لوقا کے باب 20 میں بھی موجود ہے اور اس اعتراض کی طرف اشارہ یوحنّا کے باب 7 آیت 42 میں بھی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے یوسف کا نسب نامہ جو یسوع کے فرضی باپ تھے متی اور لوقا کے انجیل نویسوں نے اس لئے دیا ہے کہ یسوع صرف مریم کے بیٹے تھے اور مریم کے متعلق خواہ کھل کر اقرار نہ کریں انجیل نویس جانتے تھے کہ وہ داؤد کی نسل سے نہیں ہیں اس لئے انہوں نے مریم کا نسب نامہ نہیں دیا۔ اگر مریم داؤد کی نسل سے ہوتیں تو پیشگوئی چسپاں کرنے کے شوق میں یہ انجیل نویس فوراً مریم کا نسب نامہ دے کر یسوع کو ابن داؤد ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ مریم کے داؤد کی نسل نہ ہونے کا واضح ذکر تو اناجیل میں نہیں ہے مگر لوقا کے پہلے ابواب سے یہی اشارہ ملتا ہے کہ حضرت مریم لاوی قبیلہ سے تھیں۔ حضرت داؤد کے قبیلہ یہوداہ سے نہیں تھیں۔ Rev. Dummellow جیسے پرجوش عیسائی بھی اس بارہ میں شک کا اظہار کرتے ہیں کہ مریم داؤد کی نسل سے تھیں۔ لکھتے ہیں۔

His Davidic descent through Mary is more doubtful..

کہ یسوع کا داؤد کی نسل سے حضرت مریم کے ذریعہ ہونا زیادہ مشتبہ ہے۔

(*A Commentary on the Holy Bible by The Rev. J. R. Dummellow. Page: 622*)

Macmillan & co Limited St Martin شائع کردہ (*St.London.*

(باقی آئندہ)

خریداری کے امور کے بارے میں الفضل انٹرنیشنل سے خط و کتابت کے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

بقیہ: افتتاح مسجد بیت الواحد از صفحہ نمبر 2

تعلیمات پر عمل کرنے والا پائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کے ذکر سے پہلے مَیں ایک دفعہ پھر تمام حاضر مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ آج کے فنکشن میں تشریف لائے۔ باوجود مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے کے اور مختلف عقائد رکھنے کے آپ ہماری خوشی کی تقریبات میں شامل ہونے کے لئے آئے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ جو اس مسجد کے افتتاح کے مخالف تھے وہ آج کی تقریب اور اس میں شامل ہونے والوں پر نظر رکھیں گے۔ لیکن آپ انسانی قدروں کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری مسجد کے افتتاح کے لئے آئے ہیں اس لئے آپ کی حاضری بہت قابل تعریف، قابل قدر اور جرأتمندانہ اقدام ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مقامی سیاستدان اپنے کیریئر کو نظرانداز کرتے ہوئے یہاں آئے۔ اس لئے مَیں تہ دل سے آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسروں کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنا صرف روٹین کی بات نہیں بلکہ ہمارے اعتقادات کا حصہ ہے۔ کیونکہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں جہاں ہمیں اس دنیا کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں اور ہر احمدی اس کوشش میں ہے کہ ہم کوئی ایسا کام نہ کریں جو خدا کو ناراض کرے۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں یہ بھی بتا دوں کہ ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ سچے مسلمان کو تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس لئے ہمارا شکریہ عام Courtsey کے طور پر نہیں ہے بلکہ ہمارے اعتقاد کا حصہ ہے۔ اس لئے آپ کا شکریہ ادا کرنا خدا کی رضا کے لئے ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہمیشہ مقامی احمدیوں کو اسی قسم کی appreciation کا اظہار کرتا ہوا پائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ احمدی ہمیشہ ان لوگوں کے وفادار رہیں گے جنہوں نے ہماری اس مسجد کی تعمیر کے لئے مدد کی۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا کہ ابھی بھی بعض لوگ اس مسجد کی تعمیر کے مخالف ہیں۔ اس سلسلہ میں احمدی مسلمان ان کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی جذبہ سے ہم اپنی جماعت کے ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کے ساتھ سچے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ مسجد ان غلط فہمیوں کے ازالہ میں ممدّ ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدائے واحد کی عبادت کے لئے تعمیر ہونے والی مسجد کے عبادتگزاروں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ خدا کے احکامات کو نظرانداز کریں۔ حضور نے فرمایا کہ جس طرح خدا نے عبادت کا حکم دیا ہے اسی طرح خدا کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم دیا ہے۔ یہ بات قرآن کریم میں بار بار بیان کی گئی ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

خدا کی عبادت کے ساتھ ہمیں دوسری نیکیاں بھی کرنی چاہئیں اور تقویٰ سے کام لینا چاہئے۔ اور قرآن کریم بتاتا ہے کہ یہ تقویٰ اپنے ذاتی عمل کے ذریعہ حاصل کرنا چاہئے اور ہمیں بنی نوع انسان سے حسن سلوک کا حکم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت 84 کے حوالہ سے فرمایا کہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے والدین کا ذکر ہے جو ہماری محبت اور عزت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اس کے بعد قریبی رشتہ داروں اور ہمسایوں اور دوستوں کا ذکر ہے۔ اسی طرح یتامیٰ اور مساکین اور غریبوں اور ضرورتمندوں کے حقوق کا ذکر آیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان ان مستحق لوگوں کے حقوق نظر انداز کرتا ہے تو وہ کبھی خدا کو خوش نہیں کرسکتا اور نہ ہی سوسائٹی میں امن کے قیام میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ پھر قرآن کریم ان سب لوگوں سے حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے جن سے اس کا واسطہ پڑے۔ اسی طرح تمام بنی نوع انسان سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ایک سچا مسلمان سوسائٹی کے امن کو تباہ کرنے کا تصور بھی کیسے کرسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح قرآن کریم انسانوں کے فائدہ کے لئے بعض دیگر احکامات کا ذکر کرتا ہے مثلاً پڑوسی کے حقوق کا ذکر کرتا ہے۔ امن اور سچائی کے قیام کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے حوالہ سے جانتے ہیں کہ آپ نے سکھایا کہ مسلمان دوسرے کے لئے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ پھر وہ سچا مومن ہوسکتا ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے اگر اچھے مسلمان بننا چاہتے ہو تو اچھے ہمسائے بنو۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنا ہر مسلمان کی بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ جو آپؐ نے فرمایا کہ دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اس پر غور کریں۔ عقلمند آدمی اپنے لئے دکھ اور تکلیف پسند نہیں کرے گا اور نہ ہی یہ چاہے گا کہ کوئی اس کے حقوق غصب کرے۔ پس کوئی سچا مسلمان دوسرے کے لئے تکلیف کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ اسلام اچھا ہمسایہ بننے کا حکم دیتا ہے۔ پڑوسی کے حقوق ادا کرنا سوسائٹی کے امن کا لازمی حصہ ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ پڑوسی وہی نہیں جو Next door ہے اور تمہارے گھر کے ساتھ رہتا ہے۔ اسلام اس کا حلقہ بہت وسیع کرتا ہے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے، آپ کے ماتحت، وہ لوگ جن کے امور کے آپ ذمہ دار ہیں، سفر کے ساتھی اور دیگر بہت سے لوگ بھی ہمسائیگی کے مضمون میں شامل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب کوئی خلوص دل سے مسجد میں آتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ تقویٰ اور ممتاز انسانی قدروں کو اپنائے۔ یہ سچے مسلمان کی علامت ہے۔ اس کے بغیر وہ سچا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں۔ ان تعلیمات کی بنا پر ہم نے یہ مسجد بنائی ہے تا کہ سب لوگ اکٹھے ہو کر خدا اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کریں۔

عبادت کے علاوہ مل جل کر نیکی اور اخلاق کی باتیں سیکھیں تا کہ ہر شخص تقویٰ اور نیکی میں مزید آگے بڑھے۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ مسجد لوگوں کے غلط شکوک وشبہات کو دور کرنے میں مددگار ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سوچیں گے کہ بعض مسلمان ان باتوں پر عمل نہیں کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم احمدی جو دنیا کے کسی حصہ میں ہوں وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں جو ہمیں اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانیٔ جماعت احمدیہ نے سکھائی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت کی گزشتہ 123 سال کی تاریخ میں آپ کبھی کوئی ایسا موقع نہیں پائیں گے کہ ہماری جماعت کبھی کسی فساد میں ملوث ہوئی ہو اور اس کی وجہ بانیٔ جماعت کی طرف سے دی گئی حقیقی اسلامی تعلیمات ہیں۔ اسی طرح ہم ہر نیک کام میں لوگوں کی مدد کے لئے ہمیشہ حصہ لیتے ہیں۔ ایسا ہم کسی ذاتی منفعت کے لئے نہیں کرتے بلکہ صرف خدا کی رضا اور اس کے تقرّب کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے جو کسی شک میں ہے یا افواہوں پر بنیاد رکھتا ہے مَیں آپ کے ذریعہ اس کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ یہ مسجد صرف خدا کی عبادت کے لئے اور محبت، خلوص اور امن کے قیام کے لئے بنی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا اس وقت شدید اضطراب میں ہے۔ ہمارے لئے اس بات کی اشد اور فوری ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ ورنہ دنیا ایک بڑی تباہی کا شکار ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ خدا صرف اگلی دنیا میں ہی ظالموں کو نہیں پکڑتا بلکہ اس دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ اسی لئے قدرتی آفات، زلازل اور تباہیاں آرہی ہیں۔ ہم سب کو مل کر اس عظیم تباہی کو اپنے اوپر نازل ہونے سے پہلے ٹالنا ہوگا۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے رہنماؤں اور حکومتوں کو متنبہ کرے ورنہ اگر تیسری عالمگیر جنگ آگئی تو بہت خطرناک مصیبت نازل ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری دعا ہے کہ دنیا اس بات کو سمجھ لے اور خدا کی سزا سے بچ جائے۔

خطاب کے بعد حضور انور نے معزز مہمانوں کو قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی میئر آف ہونسلو کو ان کی مقامی چیریٹی کے لئے 2500 پاؤنڈ کا چیک پیش کیا۔

تقریب کا اختتام اجتماعی دعا سے ہوا جو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے کروائی۔ اس کے بعد معزز مہمانوں کو ڈنر پیش کیا گیا۔ ڈنر کے بعد مہمانوں نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا جس کے بعد حضور انور واپس لندن مسجد تشریف لے گئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت عمدہ اور خوشگوار روحانی اور پاک ماحول کے ساتھ مسجد بیت الواحد فیلتھم کی افتتاحی تقریب کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء اور منتظمین کو عظیم الشان انعامات سے نوازے اور دین ودنیا کی حسنات عطا فرمائے۔ اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان از صفحہ نمبر 16

کو محسوس کیا اور مورخہ 16 مارچ 2010ء کے شمارہ میں بعنوان ''شریف اور طالبان'' لکھا کہ:

''پاکستانی سیاست میں بزدلی اور جھوٹ کے فرسودہ معیاروں اور بے شمار نظاروں سے قطع نظر بروز اتوار پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کا بیان غیر معمولی بھی ہے اور انتہائی حد تک شدید ترین مذمت کے قابل بھی۔''

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مورخہ 7 جون 2010ء کے شمارہ میں اسی اخبار نے تبصرہ کیا کہ:

''پنجاب کی انتظامیہ، دال میں کچھ تو کالا ہے۔''

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت سید امیر صاحب المعروف حضرت جی صاحب کوٹھ شریف

تیرھویں صدی ہجری میں مغلیہ حکومت کا چراغ ڈگمگا رہا تھا۔ پنجاب اور سرحد پر سکھوں کی حکومت تھی۔ ایسے میں حضرت سید احمد بریلویؒ نے صوبہ سرحد سے دین کو پھیلانے کی ابتداء کی تو حضرت جی صاحب کو قاضی القضاۃ مقرر فرمایا۔ حضرت سید امیر صاحب المعروف حضرت جی صاحب کوٹھ شریف کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 31؍جولائی 2009ء میں شامل اشاعت ہے۔

حضرت سید امیر صاحب کی ولادت حضرت محمد سعید باباجی صاحب کے دینی گھرانہ میں 1210 ہجری میں موقع کوٹھہ ضلع مردان میں ہوئی۔ پیدائش پر والدہ وفات پا گئیں۔ آپ کی بڑی سات بہنیں تھیں جنہوں نے آپ کی پرورش کی۔ آپ کے دادا حضرت یار محمد باباجی صاحب نے علاقہ گدون کے میراگی گاؤں سے منتقل ہوکر کوٹھہ گاؤں میں رہائش اختیار کی۔

حضرت جی نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر دینی وروحانی ماحول میں پائی۔ والد اور چچا دونوں جلیل القدر عالم اور معروف فقیہ تھے۔ بعد میں پشاور کے نامور علماء سے زانوئے تلمّذ تہ کیا۔ قرآن مجید پڑھنے کے بعد علم فقہ کی تحصیل کی۔ اس کے بعد صرف نحو، منطق، علم بلاغت و فصاحت، علم بیان بدائع غرضیکہ 28 سال کی عمر میں کمال حاصل کرلیا۔ دوران تعلیم ریاضتیں اور مجاہدے بھی کئے اور اس محنت کے طفیل آپ کو صفائے باطن اور علم لدنی عطا ہوا۔

حضرت جی صاحب کوٹھہ بے حد ذہین بہت عبادت گزار اور صادق القول تھے۔ تصوف و اسرار کے حقائق اور رموز کے مطالعہ و مشاہدہ میں گہرائی اور وسعت نصیب تھی۔ آپ ہروقت عشق الٰہی میں مستغرق رہتے۔ ذات الٰہی کی معرفت سے متعلق خود فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم فضل وکرم سے مجھے دوسرے اولیاء کی تقلید کے بغیر اپنی معرفت حاصل کرائی میں اس معرفت کے بارے میں کسی کا بھی مقلد نہیں اور اس معرفت کے احوال بیان نہیں کرسکتا‘‘۔ (درّ اسرار)

حضرت جی صاحب ایک ولی کے مقام پر فائز تھے۔ صاحب رؤیا وکشوف و الہام تھے۔ آپ نے آئندہ حالات کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر جس طرح خبر دی وہ واقعات ویسے ہی ظہور میں آئے۔

جب حضرت جی صاحب کے وصال کا وقت آیا تو فرمایا: ’’گفتہ بندہ گفت خدا‘‘ میرے بعد کا مجتہد پیدا ہو چکا ہے اور اب ہم کسی اور کے زمانہ میں ہیں۔

روایت ہے کہ ہر زمانہ کا مجدد جب دارفنا سے دارِبقا کو رحلت فرماتا ہے تو آئندہ پیدا ہونے والے مجدد کے متعلق اس کو بذریعہ الہام اطلاع ملتی ہے۔ لہٰذا حضرت جی صاحب نے 1294ھ میں اطلاع دی تھی کہ دوسرا مجدّد پیدا ہوگیا ہے لیکن اس کے وجود میں کچھ عرصہ باقی رہتا ہے۔

حضرت جی صاحب کے خلیفہ حافظ نور محمد نقشید بیان کرتے ہیں کہ حضرت جی صاحب ایک دن وضو کررہے تھے۔ اور میں روبرو بیٹھا تھا۔ فرمانے لگے کہ ’’ہم اب کسی اور کے زمانہ میں ہیں‘‘۔ میں اس بات کو نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کیوں حضرت اس قدر معمر ہوگئے ہیں کہ اب آپ کا زمانہ چلا گیا۔ ابھی آپ کے ہم عمر لوگ بہت تندرست ہیں اپنے دنیوی کام کرتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ تُو میری بات کو نہ سمجھا۔ میرا مطلب تو کچھ اور ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ جو خدا کی طرف سے ایک بندہ تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہوگیا ہے ہماری باری چلی گئی۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ ہم کسی اور کے زمانہ میں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ نام کیا ہے؟ فرمایا: نام نہیں بتاؤں گا مگر اس قدر بتلاتا ہوں کہ زبان اس کی پنجابی ہے۔

آپ کے خاص خلیفہ مولانا حمیداللہ حمید سوات بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہمارے مرشد حضرت صاحب کوٹھہ والے فرمانے لگے کہ: ’’مہدی پیدا ہوگیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا‘‘۔ اس بات کو سن کر مولوی محمد یحيٰ اخونزادہ اس بات پر مصر ہوئے کہ اس بیان کو خداتعالیٰ کی قسم کھاکر تحریر کریں پس میں بحکم آیت تکتموا الشھادۃ ...... خداتعالیٰ کی قسم کھاکر لکھتا ہوں کہ حضرت صاحب کوٹھہ ایک دو سال اپنی وفات سے پہلے یعنی 1292ھ یا 1293ھ میں چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک باب سے مصارف اور اسرار میں گفتگو شروع تھی۔ ناگاہ مہدی (مجدد) کا تذکرہ درمیان میں آگیا۔ فرمانے لگے کہ مہدی پیدا ہوگیا ہے۔ ان کے منہ سے یہ الفاظ افغانی زبان میں نکلے تھے: ’’چہ مہدی پیدا شوے دے اور وقت ظہور نہ دے‘‘ یعنی مہدی پیدا ہوگیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ بعد اس کے حضرت موصوف نے ذی الحجہ 1294ھ میں وفات پائی‘‘۔ (سوانح حیات سلطان اولیاء حضرت سید امیر صاحب از الحاج صاحبزادہ محمد اشرف)

مکرم الحاج صاحبزادہ محمد اشرف صاحب نے مذکورہ کتاب کے صفحہ 289 کے حاشیہ میں درج کیا ہے: مرزا غلام احمد قادیانی نے اس قول کو اپنی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ نے چودھویں صدی کے مجدد اور امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(کتاب تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 144)

حضرت صاحب کوٹھہ کی اس پیشگوئی کی وجہ سے صوبہ سرحد کے بڑے بڑے خاندانوں نے ابتداء میں احمدیت قبول کی اور حضرت صاحب کی یہ پیشگوئی صوبہ سرحد میں اشاعت احمدیت کا باعث ہوئی۔

حضرت جی صاحب کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ کا کوئی فعل اور کام قرآن وسنت کے خلاف نہیں تھا۔ بغیر ضرورت کے بات نہیں کرتے تھے۔ اپنے کلام کو خدا کے نام سے شروع کرتے اور خدا کے مبارک نام سے ختم کرتے۔ چلنے میں بڑائی اور شان بے نیازی کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ کسی سے آگے چلنے کی کوشش نہ کرتے۔ اگر لوگ محبت سے آگے چلنے لگتے تو برا نہ مناتے۔ مسجد میں داخل ہوکر تحیۃ المسجد کے دو نفل ضرور ادا کرتے۔ مسجد میں دنیاوی باتوں سے پرہیز کرتے تھے۔ ریشمی اور نرم ونازک فرش پر نہ سوتے تھے تاکہ جسم اس نرمی اور آرام سے لذّت گیر ہوکر عادی نہ ہوجائے۔ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملتے ان کی خاطر تواضع کرتے۔ متمول لوگوں اور حاکموں کی خوب مہمان نوازی کرکے نرم خوئی سے وعظ ونصیحت کرتے خود اٹھ کر ان کے ساتھ چند قدم چل کر رخصت کرتے درویشوں کی دلجوئی کرتے ان کو کچھ بطور امداد بخشتے بچوں کی دلداری کرتے کوئی میٹھی چیز دیتے اگر کچھ نہ ہوتا تو دعائیں دیتے اور پیار و محبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ انتہائی حلیم تھے۔ خدا کی مخلوق کے لئے وہ چیز پسند فرماتے جو خود اپنے نفس کے لئے پسند کرتے۔ جو کوئی سختی کرتا اس کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آتے۔

حضرت جی حق تعالیٰ کی عبادت بروقت اور ہر لحہ کرتے تھے۔ ہر صبح وشام دن رات خلوت اور جلوت میں عبادت کرتے رہتے۔ فرض نماز باجماعت پڑھتے۔ معانی قرآن میں تفکر سے کام لیتے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے۔ عشاء کی نماز کے بعد قرآن کریم پڑھا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح اور نوافل پڑھتے ہوئے تمام یا اکثر شب بیداری کرتے۔ آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے۔

آپ کو سازش کے تحت وہابی مشہور کیا گیا۔ انگریز حکومت وہابیوں کے خلاف تھی چنانچہ آپ کو بھی 26 شوال 1277ھ میں گرفتار کرلیا گیا اور بعد تحقیق تین مہینے اور تیرہ دن کے بعد رہا کردیا گیا۔ رہائی کے بعد آپؒ نے تبلیغ اور تعلیم وتربیت کے کاموں کو تیز تر کردیا۔ بعض سفر بھی کئے۔ اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہ کر آخر 30؍ذی الحجہ 1294ھ بروز جمعہ وفات پائی۔ حاجی ابی ذر نے نماز جنازہ پڑھائی اور موجودہ مزار کی جگہ تدفین عمل میں آئی۔

حضرت جی صاحب نے مختلف اوقات میں پانچ شادیاں کیں۔ آپ کی تین بیٹیاں اور سات بیٹے تھے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 3؍اپریل 2009ء میں مکرم عبدالحلیم قریشی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

نہ کوئی خوف نہ اندیشہ جاں رکھتے ہیں
اور ہوں گے جو غمِ سود و زیاں رکھتے ہیں
اپنے اشعار میں اک سوزِ نہاں رکھتے ہیں
ہم تو بس ایسا ہی اندازِ بیاں رکھتے ہیں
جھوٹ اور مکر و ریاکاری سے نفرت ہے ہمیں
ہو صداقت کی امیں ایسی زباں رکھتے ہیں
کوئی بستا ہے تصوّر میں گلابوں کی طرح
اسی احساس کو سانسوں میں رواں رکھتے ہیں

دعا کی طاقت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13؍اگست 2009ء میں مکرم شاہد منظور طارق صاحب تحریر کرتے ہیں کہ 1965ء کی جنگ پاک وہند میں میرے والد محترم میجر منظور احمد صاحب راجھستان میں اپنی توپخانہ یونٹ کے ہمراہ متعین تھے۔ ایک صبح اطلاع ملی کہ دشمن بہت بڑی نفری کے ساتھ پیش قدمی کررہا ہے۔ اس خبر کے بعد کمانڈنگ آفیسرز کا ایک اجلاس شروع ہوا۔ میجر منظور صاحب چونکہ کمانڈنگ افسر نہیں تھے اس لئے آپ اجلاس کے وقت کچھ فاصلہ پر جائے نماز بچھا کر نفل پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ آپ کو دیکھ کر کرنل نے بلند آواز سے پوچھا کہ یہ کونسا موقع ہے نماز پڑھنے کا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ مجھے چند منٹ دیں تو مَیں خداتعالیٰ سے مدد کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ کرنل نے استہزائیہ انداز میں کہا کہ ہمارے پاس بہت اسلحہ اور فوجی ہیں اور کسی مدد کی ضرورت نہیں، پھر بھی آپ کی خواہش کے احترام میں پانچ منٹ دیتا ہوں جو مدد مانگنی ہے، مانگ لیں۔ چنانچہ آپ نے دو نفل ادا کئے۔ ابھی نماز ختم ہی کی تھی کہ دُور سے ریت کے بادل اٹھتے دکھائی دیئے۔ تیزی سے بڑھتے ہوئے ٹینک صاف نظر آرہے تھے جن کے عقب میں فوجی شدید فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ میجر صاحب بیان کرتے تھے کہ ہم مورچوں میں ہونے کی وجہ سے کافی حدتک محفوظ تھے کہ اچانک ہوا چلنی شروع ہوئی جس نے جلد ہی ریت کی آندھی کی شکل اختیار کرلی۔ اس شدید طوفان میں چندفٹ سے آگے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ دشمن کی پیش قدمی رُک گئی اور نصف گھنٹہ کے اس طوفان کے باعث افراتفری کے عالم میں حملہ آور فوج پسپا ہوگئی۔ طوفان تھما تو کئی ہندوستانی فوجی اپنے ہی ٹینکوں کے نیچے آکر زخمی ہوچکے تھے جنہیں ہسپتال منتقل کیا گیا۔

کئی فوجی جنہوں نے میجر صاحب کو نماز پڑھتے دیکھا تھا وہ کہنے لگے کہ ہمیں پورا یقین ہے کہ آپ کے گڑگڑا کر دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تائید فرمائی ہے۔ لیکن جب میجر صاحب نے اپنے کرنل سے کہا کہ دیکھا ہمارے خدا نے ہماری کیسی مدد کی! تو وہ کہنے لگا کہ طوفان تو یہاں کا معمول ہیں اور یہ اتفاقیہ آنے والا طوفان تھا کوئی نئی بات تو نہیں۔ آپ نے جواباً صرف اتنا کہا کہ اتفاقات بھی تو خدا کی منشاء سے ہی ہوتے ہیں۔

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ جولائی۔ اگست 2009ء میں شامل اشاعت مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کے نعتیہ کلام سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

زندگی کی کہانی چلی آپؐ سے
ساری دنیا کی صورت بنی آپؐ سے
وہ جو صدیوں کے اندھے تھے بینا ہوئے
بھولے بھٹکوں کو منزل ملی آپؐ سے
چشمۂ فیضِ صافی ہے ہر دم رواں
نطق میرا، زباں ہے سبھی آپؐ سے
مَیں سخنور نہیں مَیں تو کچھ بھی نہیں
مجھ کو توفیقِ مدحت ملی آپؐ سے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

27th April 2012 – 3rd May 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 27th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:40 Japanese Service
01:00 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th August 1996
02:50 Tarjamatul Qur'an class: recorded on 29th November 1995
04:10 MTA Variety
05:00 Huzur's Jalsa Salana Address
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:25 Siraiki Service
09:10 Rah-e-Huda: rec. on 21st April 2012
10:45 Indonesian Service
12:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:10 Tilawat
13:25 Dars-e-Hadith
13:45 Maidane Amal Ki Kahani
14:25 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Huzur's Jalsa Salana Address
19:30 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il
20:30 Friday Sermon [R]
22:00 Insight: recent news in the field of science
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 28th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 International Jama'at News
01:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 15th August 1996
02:10 Fiq'ahi Masa'il
02:45 Friday Sermon: rec. on 27th April 2012
03:55 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25 Rah-e-Huda: rec. on 21st April 2012
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 23rd August 2008
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time: Islamic stories for children
09:00 Question and Answer Session: recorded on 3rd March 1996. Part 1
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:05 Tilawat
12:15 Story Time [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bengali Service
15:00 Hamdiya Majlis
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:00 MTA World News
18:20 Jalsa Salana Germany [R]
19:30 Faith Matters
20:35 International Jama'at News
21:05 Rah-e-Huda [R]
22:35 Story Time [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 29th April 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 23rd August 2008
02:30 Story Time
02:50 Friday Sermon: rec. on 27th April 2012
04:05 Hamdiya Majlis
04:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th September 1996
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau class
07:55 Faith Matters
08:55 Question and Answer Session: recorded on 12th August 1999
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 22nd July 2011
12:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon [R]
14:00 Bengali Service
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:05 Roohani Khazaa'in Quiz
16:35 Muslim Scientist
16:50 Kids Time
17:25 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30 Real Talk
20:40 Quebec Winter Carnival
21:10 Spotlight: interview with Fajr Attya
21:50 Friday Sermon [R]
23:05 Question and Answer Session [R]

Monday 30th April 2012

00:10 MTA World News
00:30 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class
02:05 Quebec Winter Carnival
02:50 Friday Sermon: rec. on 27th April 2012
03:55 Real Talk
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th September 1996
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Tour
08:00 International Jama'at News
08:30 MTA Variety
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French question and answer session. Recorded on 9th February 1998
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 10th February 2012
11:00 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Al-Tarteel
12:55 Friday Sermon: rec. on 14th July 2006
14:10 Bengali Service
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Rah-e-Huda: rec. on 28th April 2012
17:35 Al-Tarteel
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor's Tour [R]
19:05 Adaab-e-Zindagi
19:40 MTA Variety: Khuddam weekend with the army
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 1st May April 2012

00:20 MTA World News
00:40 Tilawat
00:50 Insight: recent news in the field of science
01:00 Al-Tarteel
01:25 Huzoor's Tour
02:10 Friday Sermon: rec. on 14th July 2006
03:35 Jalsa Salana Speeches
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th September 1996
06:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Ijtema Address
08:00 Insight: recent news in the field of science
08:30 Land of the Long White Cloud
09:00 Question and Answer Session: recorded on 12th August 1999
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 6th May 2011
12:15 Tilawat
12:25 Insight: recent news in the field of science
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Real Talk
14:00 Bengali Service
15:00 MTA Variety
16:00 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
16:35 Land of the Long White Cloud [R]
17:00 Learning Arabic
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 27th April 2012
20:30 Insight: recent news in the field of science
20:55 Guftugu [R]
21:30 Land of the Long White Cloud [R]
22:00 Seerat-un-Nabi (saw)
22:55 Question and Answer Session [R]

Wednesday 2nd May 2012

00:00 MTA World News
00:25 Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
00:50 Yassarnal Qur'an
01:20 Huzoor's Jalsa Salana Address
02:20 Learning Arabic
02:50 Land of the Long White Cloud
03:25 Guftugu
04:05 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:00 Real Talk
09:05 Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 16th February 1997. Part 2
09:55 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:15 Al-Tarteel
12:50 Friday Sermon: rec. on 28th July 2006
13:45 Bengali Service
14:50 Fiq'ahi Masa'il
15:20 Kids Time
15:50 MTA Variety
17:20 Al-Tarteel
17:55 MTA World News
18:15 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:20 Real Talk [R]
20:25 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:05 Al-Tarteel [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan: rec. on 28th April 2012

Thursday 3rd May 2012

00:05 MTA World News
00:25 Tilawat
00:35 Al-Tarteel
01:10 Huzoor's Jalsa Salana Address
02:10 Fiq'ahi Masa'il
02:40 MTA Variety
03:45 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
06:55 Huzoor's Tour
08:05 Beacon of Truth
09:05 Tarjamatul Qur'an class
10:10 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Qur'an
13:05 Beacon of Truth [R]
14:05 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 27th April 2012
15:15 MTA Variety
16:30 Tarjamatul Qur'an class [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:25 Huzoor's Tour [R]
19:30 Huzoor's Jalsa Salana Address
20:30 MTA Variety [R]
21:25 Faith Matters [R]
22:30 Beacon of Truth [R]
23:35 Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 20 April, 2012 | Issue No. 16

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ فروری 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بتاتا ہے کہ ایک نبی کے مخالفین نے کہا:’’ (اے نبی) جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے وہ ظاہری اور سرسری نظر میں ہمارے ذلیل ترین ، اور حقیر ترین لوگ ہیں اور ہم اپنے اوپر تمہاری کوئی فضیلت نہیں سمجھتے‘‘۔ (سورۃ ھود:28)

یقیناً آج جری اللہ فی حلل الانبیاء کی منادی پر لبیک کہنے والوں کو پاکستان میں بھی یہی صورت حال درپیش ہے۔ بھرے بازار میں نہتے احمدیوں کو گولیوں سے چھلنی کردیا جاتا ہے، معصوم احمدی بچوں کو اعلیٰ تعلیمی ریکارڈ کے باوجود یا تو داخلہ ہی نہیں ملتا یا کسی دن مولویوں کا ایک جلوس آتا ہے اور احمدی طالب علموں کو کان سے پکڑ کر تعلیمی اداروں سے بیدخل کردیا جاتا ہے۔ آج احمدیوں کی نہ تجارتیں محفوظ ہیں اور نہ ملازمتیں۔ الغرض ذہنی اور جسمانی تکالیف کا ایک سلسلہ جاری وساری ہے اور مخالفین مکمل آزاد اور مطمئن ہیں کیونکہ پورے اسلامی ملک میں کوئی احمدیوں کا پرسان حال نہیں ہے۔ نہ انتظامیہ نہ عدلیہ اور نہ ہی کوئی شریف شہری۔ لیکن سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات میں عَزِیْزٌ، ذُو انْتِقَام بھی ہے۔

بقول شاعر:

وہ تو جب بولتے ہیں کون و مکاں بولتے ہیں
تم ڈرو ان سے جو اشکوں کی زباں بولتے ہیں
کل وہی لفظ میزانِ سخن ٹھہریں گے
بند ہونٹوں سے جو یہ لبِ زدگان بولتے ہیں
تم کو معلوم نہیں شہر پناہوں والو !
کس قیامت کی زباں سیلِ رواں بولتے ہیں
والیٔ صوت و صدا کے جو مصاحب ہیں رشید
خامشی میں بھی کراں تا بہ کراں بولتے ہیں

(صدیوں کا سفر تھا از رشید قیصرانی صاحب مرحوم)

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ فروری 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

پنجاب کے حکمران، احمدیوں کے بنیادی حقوق کی پامالی پر کمربستہ

مولویوں کے مطالبہ پر احمدی خواتین کے ماہانہ رسالہ ’’مصباح‘‘ کی اشاعت پر پابندی عائد کردی گئی ہے نیز روزنامہ الفضل کے لئے بھی صورت حال سازگار نہ ہے۔

چنیوٹ: یہاں ڈی سی او نے گزشتہ کئی دہائیوں سے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے خواتین کے ماہانہ رسالہ ’’مصباح‘‘ کو اپنے آرڈر نمبر 2182-86/DCO-C مورخہ 15 فروری 2012ء کے ذریعہ بند کردیا ہے۔ تاہم انصاف کی فراہمی پر ماموراس ڈی سی او موصوف نے رسالہ مصباح کے کسی شمارہ میں سے وجہ پابندی بننے والا کوئی قابل اعتراض جملہ یا تحریر نشان زد نہیں کی ہے۔

مذکورہ بالا حکم حاکم کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

’’**موضوع: ماہنامہ مصباح کے ڈیکلیریشن کی منسوخی**

حکم: مختصراً تحریر ہے کہ متحدہ علماء بورڈ پنجاب نے اپنے 27 جون 2011ء کے اجلاس میں ماہانہ رسالہ مصباح میں قابل اعتراض مواد کی اشاعت پر منسوخی کی سفارش کی ہے۔

یہ معلومات حکومت پنجاب کے محکمہ داخلہ کے خط نمبر: SO (IS.III) 6-15/201 مورخہ 27.10.2011 سے موصول ہوئی ہیں۔

اطلاع دی گئی ہے کہ PPC کی دفعہ 298-C کے تحت قادیانیت کی تبلیغ ایک جرم ہے۔ ماہنامہ مصباح کے بارہ میں فیصلہ ہوا کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ میں ملوث ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے تشکیل پانے والے متحدہ علماء بورڈ پنجاب نے اس رسالہ پر پابندی کی سفارش کی ہے اس بنا پر ماہنامہ مصباح کا ڈیکلیریشن منسوخ کیا جاسکتا ہے......‘‘۔

مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب مورخہ 6 فروری کو حاکم مذکور کے سامنے پیش ہوئے اور اپنا بیان ریکارڈ کروایا۔ اور واضح کیا کہ مذکورہ رسالہ میں کبھی بھی اور کوئی بھی قابل اعتراض مواد شائع نہیں کیا گیا ہے نیز متعلقہ ضلعی افسر سے استدعا کی کہ براہ کرم یہ ڈیکلریشن منسوخ نہ کیا جائے......۔

’’یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے تشکیل کردہ متحدہ علماء بورڈ نے ماہنامہ مصباح پر اس پابندی کا سلسلہ جنبانی شروع کیا ہے اور اس تناظر میں میں مطمئن ہوں کہ ماہنامہ مصباح کی اشاعت ’’پریس، اخبار، نیوز ایجنسی اور کتب رجسٹریشن آرڈیننس 2002ء‘‘ کی خلاف ورزی ہے۔

مَیں مسمی ڈاکٹر ارشاد احمد ڈی سی او پنجاب اس تحریر کے ذریعہ ماہنامہ مصباح کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کا جاری کردہ ڈیکلیریشن فوری طور پر منسوخ کرتا ہوں اور اس دفتر کی ہدائیت پر ماہنامہ مصباح کے پرنٹر کو رسالہ مذکورہ کی اشاعت اور ترسیل فوری طور پر بند کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔‘‘ ڈی سی او چنیوٹ

No. 2182-86/DCO-C, Dated: 15.02.12

اس حکم کی نقول بغرض اطلاع مندرجہ ذیل کو بھیجی جارہی ہیں۔

1: سیکرٹری داخلہ حکومت پنجاب لاہور

2: کمشنر فیصل آباد ڈویژن فیصل آباد

3: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ، پرنٹر ماہنامہ مصباح چناب نگر تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ برائے تعمیل و اطلاع

اس ’’منصفانہ حکم‘‘ کے اجراء کے محض چند روز بعد مذکورہ بالا ڈی سی او چنیوٹ کے دفتر سے مورخہ 27 فروری کو جماعت احمدیہ کے اخبار روزنامہ الفضل کے پبلشر اور پرنٹر کو بھی نوٹس موصول ہوا جس میں اسی بڈنام زمانہ ’’امتناع قادیانیت آرڈیننس‘‘ کے حوالہ سے وہی ظالمانہ حکم دہرایا گیا تھا۔ ذیل میں اس خط کے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:

’’تمہیں ایک مرتبہ پھر اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ 3 مارچ کو بوقت صبح 11 بجے میرے دفتر میں روزنامہ/ ہفت روزہ الفضل کے ڈیکلیریشن کے ہمراہ روبرو پیش ہوکر وضاحت کرو کہ کیوں نہ مذکورہ روزنامہ/ ہفت روزہ الفضل کا ڈیکلیریشن منسوخ کردیا جائے۔ تمہاری غیر حاضری کی صورت میں حسب قواعد مزید کارروائی بھی ہوسکتی ہے۔‘‘ ڈی سی او چنیوٹ

زمین اور آسمان کے درمیان زندہ جلنے والے جنرل ضیاء الحق کے ظلماتی دور کے بعد پاکستان میں جماعت احمدیہ کے بنیادی حقوق کی تلفی اور حکومت کے زور پر حقوق کی پامالی کا کسی بھی حکومت کی طرف سے یہ ناقابل فہم اور سنگین ترین واقعہ ہے۔

مندرجہ ذیل امور واشگاف گواہی دے رہے ہیں:

1: یہ بورڈ جو مختلف مولویوں پر مشتمل ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب کا تشکیل کردہ ہے۔

2: اسی بورڈ نے ہی احمدی خواتین کے رسالہ کے خلاف اقدام کا آغاز کیا ہے۔ نیز اس ماہنامہ رسالہ کے بعد جماعت احمدیہ کے روزنامہ کے خلاف کارروائی کرنے کی بھی تیاری ہوچکی ہے۔

3: صوبائی حکومت کے اعلیٰ ذمہ دار افسران مولویوں کی تجاویز پر لازمی ضابطہ کی کارروائی اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کو بالکل ضروری خیال نہیں کرتے ہیں اور قلم لے کر مولویوں کی تجاویز پر عمل درآمد کے احکامات جاری کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

4: علماء بورڈ، ہوم سیکرٹری اور ڈی سی او اپنے تمام تر اختیارات اور وسائل کے باوجود احمدیوں کو یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ مذکورہ رسالہ کے ڈیکلیریشن کی منسوخی کا سبب بننے والا مواد کس شمارہ کے کس صفحہ پر ہے۔ بس عذر لنگ کے طور پر سب نے ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ رسالہ ’’قادیانیت کی تبلیغ‘‘ میں ملوث ہے۔

5: لگتا ہے کہ جب تعصب اندھا کردے تو عقل بھی جواب دے جاتی ہے۔ اگر پاکستان میں کوئی انصاف نام کی کسی چڑیا سے واقف ہوتا تو ان بھلے مانس حاکمانِ پنجاب سے ضرور پوچھتا کہ جناب خادم اعلیٰ بمع ٹیم! اگر ’’احمدی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے‘‘ مخصوص رسالہ ’’مصباح‘‘ احمدیت کی باتیں نہیں لکھے گا تو کیا دیوبندی اور سلفی عقائد کا پرچار کرے گا؟؟

6: یہ علماء بورڈ ایک ایسی جماعت کے معاملات میں ظالمانہ طور پر، نہائت ناانصافی کرتے ہوئے، بے جا مداخلت کررہا ہے جس جماعت کو یہ علماء مسلمان بھی تصور نہیں کرتے ہیں۔ اگر مولوی کے مذموم عزائم کے سامنے اب بھی بند نہ باندھا گیا تو کیا حکومت کا یہ فعل مولوی کو کھلی چھٹی دینے کے مترادف نہیں کہ مولوی پاکستان کی دیگر اقلیتوں ہندوؤں عیسائیوں کو بھی بے جا طور پر ہراساں کرسکتا ہے؟

7: حکومت پنجاب ایک طرف تو آزادی اظہار رائے کے بلند بانگ راگ الاپ رہی ہے اور دوسری طرف مذہبی دیوانوں کی فرمائش پر معاشرے کے کمزور طبقوں پر پابندیاں تھوپ رہی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مولوی کو آج تک نہ کوئی خوش کرسکا اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔

یہاں تو صاف نظر آرہا ہے کہ پنجاب کے حکمران اپنی طاقت کے نشہ میں اس حد تک مدہوش ہیں کہ جانے مانے بین الاقوامی انسانی حقوق کی بے حرمتی کا ارتکاب کررہے ہیں۔

8: یقیناً پنجاب کے حکام کی طرف سے ’’قابل اعتراض مواد‘‘ کی نشان دہی کئے بغیر احمدیہ رسالہ پر پابندی، مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ کشیدگی سے کمائی سمیٹنے والوں کو تر نوالہ فراہم کرنے کے مترادف ہے۔

9: صرف یہ نکتہ کہ متعلقہ انتظامیہ الفضل کو روزنامہ یا ہفت روزہ قرار دینے میں شش وپنج کا شکار ہے، صاف بتا رہا ہے کہ سرکار پنجاب کی طرف سے بھاری معاوضے وصول کرکے علماء بورڈ کے ممبر بننے والے مولویوں کی فرمائشوں کی تعمیل کرنے سے قبل پنجاب کے اعلیٰ حکام ذرہ بھر تحقیق وتفتیش کرنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ بس مولوی کے حکم کے منتظر اور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا پر کاربند ہیں۔

10: کتنی مضحکہ خیز صورت حال ہے کہ ایک طرف پاکستان میں کالعدم جہادی تنظیموں کو تو اپنے اخبارات ورسائل شائع کرکے عوام میں پھیلانے کی کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے لیکن احمدی خواتین کا رسالہ معمولی وجوہات کی بناء پر پابندیوں کا شکار بن جاتا ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ چند دہائیاں قبل ضیاء الحق کے تاریک دور میں مارشل لاء کی مدد سے احمدیوں کے اخبارات و رسائل کو آئے روز مشکلات اور پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن اب اس تلخ حقیقت کا کس سے اظہار کریں کہ آج وہی کالے کام پنجاب کی منتخب جمہوری حکومت کررہی ہے۔ مانا کہ پاکستان نے دنیا کی نقل میں آزادی اظہار اور روشن خیالی کی کئی منزلیں طے کرلی ہیں لیکن احمدیوں کے لئے تو ان کے پاس جہالت ہی جہالت ہے۔

شریف برادران کی حکومت کی طرف سے احمدیہ رسائل پر بلاوجہ پابندی لگانے کے اس فعل نے یقیناً ان لوگوں کو دلائل سے مسلح کردیا ہے جو مسلم لیگ نواز کو جنرل ضیاء کی باقیات قرار دیتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ یہ بھائی اب جنرل ضیاء کے کالے منصوبوں کی تکمیل پر مامور ہیں۔

دو سال قبل شہباز شریف نے اپنے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے دہشتگردوں سے کہا تھا کہ وہ پنجاب میں خودکش حملے نہ کریں کیونکہ غیر ملکی مداخلت کے حوالے سے طالبان اور مسلم لیگ نواز ایک ہی نظریہ کے حامل ہیں۔

اس حوالہ سے موقر روزنامہ ’’ڈیلی ڈان‘‘ نے پنجاب کے حکمرانوں کی طرف سے طرز حکومت میں واضح تبدیلی

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں